﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20 | جمعۃ المبارک 12/اپریل 2013ء — یکم جمادی الثانی 1434 ہجری قمری ❁ 12/شہادت 1392 ہجری شمسی | شمارہ 15

صدقات کو ضائع ہونے سے بچاؤ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا اذیت دے کر ضائع نہ کیا کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور نہ تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ یوم آخر پر۔ پس اس کی مثال ایک ایسی چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی (کی تہ) ہو۔ پھر اس پر موسلا دھار بارش برسے تو اسے چٹیل چھوڑ جائے۔ جو کچھ وہ کماتے ہیں اس میں سے کسی چیز پر وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (البقرہ:263 تا 265)

بنگلہ دیش کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بنگلہ دیش میں احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

یہ صد سالہ تقریب ہمیں صرف خوشیاں منانے کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا۔

اگر ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے وسیع سوچ کے ساتھ کچھ ہدف مقرر کرنے ہوں گے۔ ہمارے مقاصد تو وہ ہیں جن کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور دنیا اُس کے لئے بے چین اور اس کی تلاش میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آئے ہوئے کا دست و بازو بن کر اسلام کے خوبصورت پیغام اور اس کی خوبصورت تعلیم کو اس کی خوبصورتی دکھاتے ہوئے دنیا کے کونے کونے اور ہر انسان تک پہنچانا۔

یہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے جو بغیر کسی محنت اور قربانی کے حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفس کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ بنگلہ دیش کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت ہے جس میں ان تمام قسم کی قربانیوں کے نمونے پائے جاتے ہیں۔

احمدی تو دنیا میں اسلام کی امن پسند اور پیار کی تعلیم کا پرچار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ علماء اپنے عمل سے اسلام کے چہرے کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہر ملک میں بسنے والے احمدی کی طرح بنگلہ دیش کے احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ہم وطنوں کا جو آپ پر حق ہے اُسے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ کوشش ایک فکر کے ساتھ ہو۔ ان کے لئے دعا کریں۔ اپنے ملک کو شدت پسندوں سے بچانے کے لئے ہر احمدی مرد اور عورت اپنا کردار ادا کرے۔

آج اگر بنگلہ دیش میں احمدیت کی مخالفت بڑھ رہی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ ترقی کی طرف ایک اور چھلانگ لگانے کا انتظام فرما رہا ہے۔ پس آپ لوگ بھی ایک نئے عزم کے ساتھ اس چھلانگ کا حصہ بننے کی کوشش کریں۔

اے بنگلہ دیش کے احمدیو! مخالفینِ احمدیت کی یہ مذموم کوششیں نہ تمہیں خوفزدہ کرنے والی ہوں، نہ مایوس کرنے والی۔ یہ مخالفت کی آندھیاں تمہیں اونچا اڑانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے چل رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 10 فروری 2013ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

بنگلہ دیش کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بنگلہ دیش میں احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ احمدیت کا یہ پودا جو گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی لگ گیا تھا، لیکن یہ احمدی جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا، ان کے دو مختلف جگہوں پر ہونے کی وجہ سے باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ لیکن چونکہ مشرقی بنگال میں، بنگلہ دیش میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں احمدیت پہنچ چکی تھی اور وہاں کے دو بزرگوں حضرت مولوی احمد کبیر نور محمد صاحب اور حضرت مولوی رئیس الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کر لی تھی۔ اس لئے یہ دو بزرگ بہرحال بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ اور یقیناً ان دو بزرگوں کی کوششوں اور دعاؤں ہی کی وجہ ہے کہ آہستہ آہستہ وہاں جماعت بننی شروع ہوئی اور خلافتِ اُولیٰ میں یہ تعداد پانچ صد سے اوپر ہو گئی۔ 1913ء میں مولانا عبدالواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں مسجد تعمیر کروائی اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا، باقاعدہ نظامِ جماعت قائم ہوا۔

پس بنگلہ دیش کے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ گو نظامِ جماعت کے قیام کے لحاظ سے آپ دوسری صدی میں داخل ہو رہے ہیں لیکن اُس علاقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچنے اور وہاں کے دو بزرگوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت کرنے کے لحاظ سے یہ صدی چند سال پہلے شروع ہو چکی ہے۔ بہرحال تاریخی حقائق کی یہ وضاحت میں ضروری سمجھتا تھا تاکہ آئندہ نسلیں اُن بزرگوں کو بھی یاد

رکھیں جنہوں نے آپ پر یہ احسان کیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا وہ دو مرد اور ایک عورت تھی جس نے دس سال کے عرصہ میں اپنی تعداد تقریباً پانچ صد کر لی۔ 1913ء میں یہ تعداد پانچ صد تھی۔ یعنی ان تین افراد میں سے ہر ایک نے ہر سال تقریباً 17 افراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کیا۔ اگر یہی معیارِ تقویٰ اور یہی کوشش صرف پانچ صد افراد میں قائم رہتی تو اب تک یہ تعداد لاکھوں میں ہونی چاہئے تھی۔ لیکن آپ اس وقت صرف ہزاروں میں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج مخالفین بڑھ بڑھ کر آپ پر حملے کر رہے ہیں۔

پس یہ صد سالہ تقریب ہمیں صرف خوشیاں منانے کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا؟ گزشتہ سو سال میں کئی سال ایسے حالات آئے اور گزشتہ چند سال سے بھی بعض علاقوں میں ایسے حالات ہیں جب اس تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا تھا۔ یہ مَیں کوئی ہوائی باتیں نہیں کر رہا۔ بلکہ آپ لوگوں کی رپورٹس میں ان باتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ پس اب بھی وقت ہے، ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا ہے؟ اور آئندہ کے لئے کیا پروگرام بنانا ہے؟ اگر ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے وسیع سوچ کے ساتھ کچھ ہدف مقرر کرنے ہوں گے۔ ہمارے مقاصد تو وہ ہیں جن کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور دنیا اُس کے لئے بے چین اور اس کی تلاش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آئے ہوئے کا دست و بازو بن کر اسلام کے خوبصورت پیغام اور اس کی خوبصورت تعلیم کو اس کی خوبصورتی دکھاتے ہوئے دنیا کے کونے کونے اور ہر انسان تک پہنچانا۔ آج اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو نام نہاد علماء اور دہشت گرد گروہوں نے بگاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں بدنام کیا ہوا ہے اُسے اس کی حقیقی خوبصورتی کے ساتھ دنیا میں پیش کرنا۔ معصوم عوام الناس کو علماء نے اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے جن غلط راستوں پر ڈال دیا ہے، ان غلط راستوں سے عوام الناس کو بچانا۔ ہمارے آقا و مولیٰ جو دنیا کے لئے رحمت للعالمین بن کر آئے تھے، جن کی رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں تھی، کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمان کے اصلی پَرتَو تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کی وسعتوں سے دنیا کو روشناس کروانا اور نہ صرف روشناس کروانا بلکہ ایک درد کے ساتھ اس رحمت کے سائے تلے دنیا کو لانے کی کوشش کرنا۔ وہ رحمت للعالمین جو اپنوں پرایوں، دوستوں، دشمنوں، انسان اور چرند پرند ہر ایک کے لئے رحمت تھا۔ اُس پر لگائے گئے دشمنانِ اسلام کے الزامات کو باطل ثابت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا پر ثابت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا دنیا سے اقرار کروانا۔ یہ ہمارے مقاصد ہیں اور یہ ہمارے کام ہیں۔

پس یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے جو آج جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ یہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے جو بغیر کسی محنت اور قربانی کے حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفس کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔

بنگلہ دیش کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت ہے جس میں ان تمام قسم کی قربانیوں کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے حصول کے لئے بہت بڑا ٹارگٹ مقرر کرنا ہوگا۔ ان قربانیوں کے نمونوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوگا۔ بلکہ ہر احمدی کو یہ نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ تب جا کر ہم اس مقصد کو یا ان مقاصد کے حصول کے لئے مقرر کردہ ٹارگٹ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن دنیا کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ تعلق جوڑے گی۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے وعدے جماعت احمدیہ کی 125 سالہ تاریخ میں پورے کئے ہیں۔ ان وعدوں کو پورا کرنا دکھا رہا ہے اور دکھاتا چلا جا رہا ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس شک میں رہیں کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی (المجادلہ:22)۔ خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے کا وعدہ پورا نہ ہو۔ یہ وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔ ہاں اگر فکر ہو سکتی ہے تو یہ کہ ہماری شامتِ اعمال اس وعدہ کے ہماری زندگیوں میں پورا ہونے میں روک نہ بن جائے۔ پس ہر احمدی کو اس بارے میں ایک فکر کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ بنگلہ دیش کو اور دنیا کو اگر امن کا گہوارہ بنانا ہے، نام نہاد علماء جو مذہب کے نام پر خون کر رہے ہیں اُن سے اگر اپنے ملک کو بچانا ہے تو ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر محنت اور قربانی کرنی پڑے گی۔ اپنے ملک کے ہر فرد کو بتانا ہوگا کہ یہ اسلام نہیں بلکہ دہشتگردی ہے جس کا اظہار آج یہ نام نہاد علماء معصوم عوام کو اپنے ساتھ ملا کر کر رہے ہیں۔ یہ کون سا اسلام کا حکم ہے کہ امن پسند شہریوں کی تقریب کو فتنہ و فساد کر کے برباد کیا جائے۔ جلسہ گاہ کو، اُن کے سامان کو آگ لگا کر جلا کر خاک کر دیا جائے یا لوٹ مار کی جائے۔ افسوس تو حکومت کے کارندوں پر بھی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوتا دیکھا۔ ہتھیاروں سے لیس ہونے کے باوجود کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ بہر حال ہمارا مولیٰ، ہمارا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ان سب ظلموں کے باوجود نہ ہی احمدیوں کے حوصلے پست ہیں اور نہ ہی وہ ان مُلّاؤں کے آگے گھٹنے ٹیکنے والے ہیں۔ نہ ہی حکومت سے کوئی توقع رکھتے ہیں۔ ہم تو اپنے مولیٰ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ مظلوموں کی مدد کے لئے آنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر دنیا کی تمام طاقتیں پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ سیاسی مقاصد اور مصلحتوں کی وجہ سے ہمیں جتنا انصاف ملنا چاہئے وہ نہیں ملے گا۔ گو وہاں بنگلہ دیش میں اس وقت جہاں جلسہ ہو رہا ہے، حکومت نے سکیورٹی مہیا کی ہے (اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔) لیکن جو ہو چکا اُس کے بارے میں وقت کے ساتھ ساتھ انصاف کے تمام تقاضے بھلا دیئے جائیں گے۔

پس احمدی اگر حقیقی انصاف چاہتے ہیں تو تمام جہانوں کے مالک اور رب کے آگے جھکیں۔ ان علماء کی حرکتوں کی وجہ سے ہمارا غم صرف یہ نہیں ہے کہ ہم پر ظلم ہوا اور ہماری جلسہ گاہ راکھ کا ڈھیر کر دی گئی۔ جلسہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام حرکتوں کے باوجود بھی ہوا اور ہو رہا ہے۔ ہمارا اصل غم یہ ہے کہ رحمت للعالمین کے نام پر یہ سب ظلم کیا گیا اور غیروں کے سامنے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی تو رہ نہیں سکتی۔ دنیا کو پتہ ہے کہ کیا ہوا اور اخباروں میں آ رہا ہے۔ احمدی تو دنیا میں اسلام کی امن پسند اور پیار کی تعلیم کا پرچار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ علماء اپنے عمل سے اسلام کے چہرے کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیئے ہیں۔ (ان میں) جب اُس نے یہ حکم دیا کہ اس دشمن سے لڑنے کی اجازت ہے جو اسلام کو مٹانے کے لئے آئے ہیں تو اُس وقت اجازت دیتے ہوئے بھی یہ فرمایا کہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ (الحج: 40)۔ اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے، قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اُن پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ (الحج: 40)۔ یعنی وہ لوگ جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا۔ محض اس بناء پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا۔ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج : 40-41) اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی، اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اُس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور ہے اور کامل غلبہ والا ہے۔

پس دشمن سے جنگ کی اجازت بھی ظلم سے بچنے کے لئے دی گئی۔ ظالم کا ہاتھ روکنے کے لئے دی گئی۔ نہ کہ ظلم کرنے کے لئے۔ اور پھر اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس جنگ کی اجازت صرف مسلمانوں کے تحفظ کے لئے نہیں دی بلکہ ہر مذہب کے ماننے والے کے تحفظ کے لئے دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مظلوم کی مدد کرنے کی تمام تر قدرت رکھتا ہے کیونکہ وہ طاقتور اور کامل غلبہ والا خدا ہے۔ پس ہم تو اس تمام قدرتوں کے مالک، تمام طاقتوں کے مالک اور کامل غلبہ والے خدا کے آگے جھکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ جھکیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات ہماری ہوں گی۔

آج ہم بیشک تھوڑے ہیں اور تمہیں اے مخالفینِ جماعت! مخالفینِ احمدیت! ظلم کی چھوٹ ہے لیکن یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل کر اے مخالفینِ احمدیت! تمہارے ظلموں کو دنیا سے مٹائے گی۔ لیکن یہ ظلم کا مٹانا بغیر کسی ظلم کے ہوگا۔ پس احمدی ہمیشہ حوصلہ میں رہیں کہ ان نام نہاد مُلّاؤں کے گروہوں کے عمل نے نہ کبھی پہلے ہمیں اپنے مقصد سے روکا اور نہ کبھی آئندہ روک سکیں گے۔ اس لئے کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اگر مالی نقصان ہوا ہے تو یہ تو خدا تعالیٰ پورا کر دے گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنے عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جس کام کی ضرورت ہے، اُس طرف توجہ کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائیں اور اُس کے آستانے پر ہمیشہ جھکے رہیں۔ اپنے اندر پہلے سے بڑھ کر روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے اندر اعلیٰ اخلاقی تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کسی طبقہ کی بھی دشمنی ہمیں انصاف سے دور لے جانے والی نہ ہو۔ ہمارے اندر ایسی عملی تبدیلیاں ہوں جو کبھی ہمارے قول و فعل میں تضاد دکھانے والی نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور ہر ملک میں بسنے والے احمدی کی طرح بنگلہ دیش کے احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ہم وطنوں کا جو آپ پر حق ہے اُسے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ کوشش ایک فکر کے ساتھ ہو۔ ان کے لئے دعا کریں۔

اپنے ملک کو شدت پسندوں سے بچانے کے لئے ہر احمدی مرد اور عورت اپنا کردار ادا کرے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ معصوم عوام معصومیت یا جہالت کی وجہ سے ان علماء کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ان کو اِن علماء کے چنگل سے آزاد کرانے کا حق صرف احمدی ہی ادا کر سکتا ہے۔ پس اس حق کے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ یہی جہالت ہی تو تھی جسے دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ اگر مسلمانوں میں جہالت پیدا نہ ہوگئی ہوتی تو آپ علیہ السلام کے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ جماعت احمدیہ کی یہ مخالفت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہی ہو رہی ہے۔ آج ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں اور الٰہی جماعتوں کی یہ مخالفتیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس وجہ سے اپنے کاموں سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ کونسی تکلیف ہے جو مخالفینِ احمدیت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دی؟ لیکن ہر تکلیف کے بعد ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ پھر جب قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کا دور شروع ہوا تو مخالفینِ احمدیت نے کیا کچھ نہیں کیا۔ احمدیوں کو ختم کرنے کے لئے اپنی سر توڑ کوششیں کیں۔ خلافتِ ثانیہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے (اپنی مخالفت کے نتیجہ میں) احمدیت کی ترقی اور وسعت کی نئی راہیں کھول گئے اور جماعت ہندوستان سے باہر پہلے سے زیادہ تیزی سے پھیلنی شروع ہوگئی۔ خلافتِ ثالثہ میں قانون پاس کر کے پاکستان میں احمدیوں کو دائرہ اسلام سے قانونی ضروریات کے لئے خارج کرنے کی کوشش ہوئی تو احمدیت دنیا میں پہلے سے زیادہ پھیلنی شروع ہوگئی۔ حکومتیں قانونی مقاصد کے لئے، قانونی تقاضوں کے لئے ہمارے مسلمان ہونے پر بیشک پابندیاں لگا سکتی ہیں لیکن ہمارے دلوں سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کو کبھی نوچ نہیں سکتیں۔ بہر حال پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو پاکستان میں مزید قانونی سختیاں آمروں نے پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت سے ترقیات کے دروازے کئی گنا بڑھ کر کھل گئے۔ اُن میں سے ایک انعام جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ایم ٹی اے کے اجراء کی صورت میں ہوا اور دنیا کے بڑے حصہ میں احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ اور آج اس دور میں دنیا کا شاید ہی کوئی حصہ ہو جہاں ایم۔ ٹی۔ اے کی نشریات نہیں پہنچ رہیں۔ بلکہ اگر ڈشوں کے سائز بڑے کر دیں تو ہر جگہ دنیا کے ہر کونے میں آواز پہنچ رہی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور جلسہ کے لائیو خطابات بھی اب ہمارے لئے عام بات ہوگئی ہے۔ اس وقت مجھے آپ بنگالیوں کے ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے چہرے نظر آ رہے ہیں اور میں آپ کو نظر آ رہا ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور جلسہ کے لائیو خطابات بھی جیسا کہ مَیں نے کہا اب عام بات ہے۔ آج احمدیت دنیا کے دو سو دو (202) ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ ایم ٹی اے پر جو بنگلہ پروگرام آتا ہے، اُس سے صرف بنگلہ دیش یا مغربی بنگال کے لوگ ہی فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ دنیا کے ہر ملک کے بنگالی احمدی فائدہ اُٹھا رہے ہیں، بلکہ غیر احمدی بھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

پس آج اگر بنگلہ دیش میں احمدیت کی مخالفت بڑھ رہی ہے تو اللہ تعالیٰ یہ ترقی کی طرف ایک اور چھلانگ لگانے کا انتظام فرما رہا ہے۔ پس آپ لوگ بھی ایک نئے عزم کے ساتھ اس چھلانگ کا حصہ بننے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بنگلہ دیش کی حکومت شاید مصلحت کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر242

مکرم محمد خیر حسن محمد صاحب (1)

مکرم محمد خیر حسن محمد صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق ایک فلسطینی خاندان سے ہے جو ایک لمبے عرصہ سے شام میں رہائش پذیر ہے جہاں میری پیدائش 1974ء میں ہوئی۔ میرے والد صاحب اکثر مسجد میں ہی پنجگانہ نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور مروجہ عقائد کے مطابق باوجود خرابیٔ صحت کے رمضان کے روزے بھی رکھتے۔ اسی طرح میری والدہ بھی نماز کی پابند تھی بلکہ فرض نمازوں کے ساتھ سنتوں اور نوافل کا بھی اہتمام کرتی تھی اور والدین کا یہ طریق اب تک جاری ہے۔

والدہ صاحبہ اگرچہ بالکل اَن پڑھ ہیں لیکن پھر بھی انتہائی کوشش کرتے ہوئے حروف کا جوڑ کر کے قرآن کریم کی تلاوت کی کوشش کرتی ہیں اور باوجود ضعیف العمری اور کمزوری کے بھی روزے رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔

جہاں تک میرے بہن بھائیوں کا تعلق ہے تو وہ نماز روزہ کے اس طرح تو پابند نہیں ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔

صوفی شیخ کی شاگردی

میں بچپن سے ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جاتا تھا۔ جب میں لڑکپن کی عمر کو پہنچا تو اپنے علاقے کے نقشبندی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک معروف صوفی شیخ ''احمد حجو'' کی شاگردی اختیار کر لی۔ اور ان سے میں نے قرآن کریم کے بعض حصے حفظ کئے جن میں خصوصی طور پر قرآن کریم کا آخری پارہ بھی شامل تھا۔ پھر اوائل جوانی میں نماز کی پابندی کے ساتھ ہفتہ وار صوفیانہ مجلس اور مولد شریف کی محفلوں میں بھی شرکت کرنی شروع کر دی۔

شر پسند سلفی

شیخ احمد حجو کے درس میں شامل میرا ایک دوست بھی تھا جو کچھ عرصہ کے بعد حلقۂ دروس کو چھوڑ کر سلفی وہابی جماعت میں شامل ہوگیا۔ ایک دن جب مسجد میں شیخ احمد حجو کا درس ختم ہوا اور ہم مسجد کے صحن میں نکلے تو اسی دوست سے ملاقات ہوگئی جو ایک عرصہ کے بعد دوبارہ دکھائی دیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک طرف لے جا کر سمجھانا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ تم مساجد میں بدعات پر عمل پیرا ہو اس کو چھوڑ دو۔ تم ہفتہ وار مجالس کا اہتمام کرتے ہو اور مولد نبوی کی محفلیں منعقد کرتے ہو اور اپنے شیخ کی دست بوسی کرتے ہو یہ سب حرام ہے۔ لہذا تمہیں یہ سب کچھ ترک کر دینا چاہئے۔ ہم نے نہ صرف یہ کہ اس کی کوئی بات نہ مانی بلکہ مجھے تو اس پر اس قدر غصہ آیا کہ قریب تھا کہ اس سے لڑائی ہو جاتی۔ وہ چلا گیا لیکن لگتا ہے کہ بعض سلفیوں وہابیوں کی طرف سے شیخ احمد حجو کو ٹارگٹ کیا جا رہا تھا جس کا نتیجہ ایک دن نہایت بھیانک شکل میں نکلا۔

ہوا یوں کہ ایک دن جب نماز فجر کے بعد درس شروع ہوا تو اس درس میں ایک وہابی بھی شامل ہو گیا اور درس کے بعد اس نے شیخ احمد حجو سے یہ سوال کیا: ہمارے شہر میں ایک کیفی ٹیریا ہے جو دراصل بدکاری اور بے حیائی کا اڈہ ہے اور میں اس اڈے کو دھماکے سے اڑانا چاہتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ کیا میرا یہ فعل حلال ہے یا حرام؟ شیخ صاحب نے کہا کہ یہ قطعی حرام ہے۔ کیونکہ جس نے کسی ایک بھی بے گناہ کا خون کیا تو گویا اس نے تمام انسانیت کا خون کیا۔ یہ فتویٰ سن کر وہ چلا گیا لیکن ایک ہفتہ گزرنے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ اسی کیفی ٹیریا میں دھماکہ ہوا اور دھماکہ کرنے والا سلفی وہابی تھا لیکن اس نے پولیس کے سامنے یہ بیان دیا کہ مجھے ایسا کرنے کے لئے شیخ احمد حجو صاحب نے بھیجا تھا اور اس سلسلہ میں شیخ حجو کے فلاں فلاں شاگرد نے میری مدد کی ہے۔ اس کے بیان کی بنا پر شیخ احمد حجو صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور انہیں اس ناکردہ گناہ کی سزا ساڑھے تین سال قید کی صورت میں سنائی گئی۔ اسی طرح اسی جرم کی بنا پر شیخ احمد حجو کے ایک طالبعلم کو شام بدر کر دیا گیا۔ پھر جب شیخ صاحب کی سزا ختم ہوئی تو سیرین سی آئی ڈی نے انہیں درس و تدریس کے سلسلہ سے روک دیا اور ان سے تعلق کی رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی۔ شیخ صاحب کے حلقہ تدریس سے علیحدگی کے بعد میری دینی امور سے وابستگی ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور نوجوانی کی عمر میں نوکری اور کاروبار کی فکر بھی ہونے لگی تھی۔

مقامِ نزولِ عیسیٰؑ!

میں نے روزگار کے حصول کے لئے کوشش کی تو مجھے ویگن کے ڈرائیور کی نوکری مل گئی۔ ایک دن میری ویگن پر دو شخص سوار ہوئے ایک شامی اور اس کے ساتھ ایک غیر ملکی سیاح تھا جسے شامی شخص کسی غیر ملکی زبان میں مختلف مقامات کے بارہ میں معلومات فراہم کر رہا تھا۔ جب ہم پرانے دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس سے گزرے تو ایک مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شامی شخص نے غیر ملکی سیاح کو کچھ بتایا۔

مجھے اس بارہ میں تجسس ہوا تو میں نے شامی شخص سے کہا کہ کیا آپ مجھے بھی وہ سب کچھ بتا سکتے ہیں جو آپ نے اس غیر ملکی کو بتایا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ غیر ملکی سیاح عیسائی ہے اور عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں اور مشرقی دروازے کے پاس بنائے گئے اس منارہ کی طرف اشارہ کر کے میں نے اسے بتایا ہے کہ اس جگہ کے بارہ میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔

یہ بات سن کر میرے دل میں بڑی شدت کے ساتھ یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اے کاش حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلد اس دنیا میں آ جائیں تا جلد فلسطین آزاد ہو اور کفار کا صفایا کر دیں تا دنیا جنت نظیر بن جائے کیونکہ اس میں نیک اور صالح لوگ ہی رہ جائیں گے اور تمام شرپسند اور فسادیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

دمشق کے مشرق میں منارۂ بیضاء پر نزول کی حقیقت

{حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے مشرق میں ایک سفید منارہ پر نازل ہوں گے۔ یہ دراصل ایک استعارہ تھا جس کو سمجھنے کی بجائے اسے ظاہری معنوں پر محمول کر کے آج تک مختلف مناروں پر عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ نزول کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

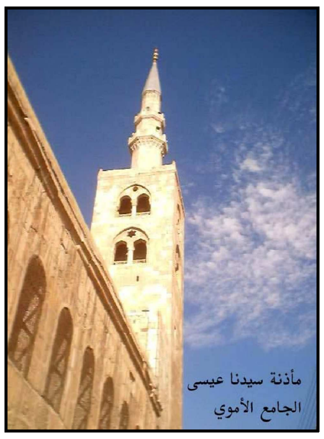

چنانچہ دمشق کی مشہور اور قدیم مسجد جامع اموی کے مشرقی منارہ کے بارہ میں آج تک یہی خیال کیا جاتا ہے کہ اس پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا ہے، بلکہ یہ منارہ لوگوں میں مئذنة عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

اسی طرح ایک اور سفید منارہ پرانے دمشق کے بالکل مشرقی جانب ہے۔ یہ بھی پرانا مینار ہے۔ قدیم دمشق کے اردگرد ایک فصیل تھی اور اس میں دروازے تھے۔ ان میں سے ایک دروازہ کا نام باب شرقی ہے جسے نہ صرف حدیث کے الفاظ ''شرقیّ دمشق'' سے واضح مناسبت ہے بلکہ یہ قدیم دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے۔

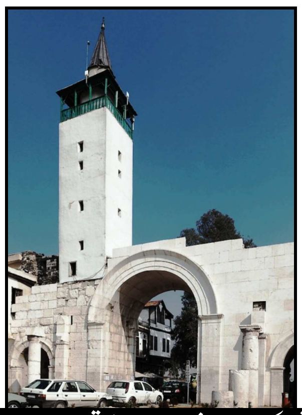

قدیم دمشق کی جانبِ مشرق ''باب شرقی'' نامی دروازے کے قرب میں واقع قدیم سفید منارہ جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس پر نازل ہوں گے۔

شاید اسی سوچ کے پیش نظر اس دروازے کے ساتھ ایک سفید منارہ بنا دیا گیا تھا جو آج تک قائم ہے۔ گو کہ یہ عیسائی آبادی میں واقع ہے لیکن یہ نہ تو کسی گرجے کا منارہ ہے نہ ہی کسی مسجد کا۔ اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اسے نورالدین زنگی نے چھٹی صدی ہجری میں تعمیر کروایا تھا۔ اور مکرم محمد خیر حسن صاحب نے گزشتہ سطور میں جس منارہ کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے جو باب شرقی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حدیث میں مذکور منارہ سے مراد ظاہری اور مادی منارہ تھا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی کئی عارفانہ تشریحات اپنی کتب میں درج فرمائی ہیں۔ ذیل میں آپ کی بیان فرمودہ ایک تفسیر کا خلاصہ پیش ہے جو آپ کی عربی کتاب ''حمامة البشریٰ'' سے ماخوذ ہے۔

دمشق کے مشرق میں منارہ کے الفاظ میں یہ اشارہ تھا کہ دمشق کی سرزمین جو کہ قسما قسم کی بدعات کے اندھیروں سے اَٹی پڑی تھی وہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے نور سے بھر جائے گی۔ ارضِ دمشق نصاریٰ کے فتنوں کا منبع تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے کے نصاریٰ سطحی آراء اور ضعیف عقول کے مالک تھے اور خرافات و دیومالائی حکایات کو بسرعت مان لیتے تھے۔ ایسے ہی اوصاف کے حامل ایک شخص کا نام ''انانیا'' تھا جسے پولوس نے اپنا نشانہ بنا کر نصاریٰ کے دین کو بگاڑ دیا۔ پولوس نے ''انانیا'' کو ایک جھوٹا قصہ یہ سنایا کہ مجھ پر میرے رب مسیح کا نزول ہوا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ دمشق میں ''انانیا'' نامی شخص سے جا کر ملو تو وہ تمہیں بتائے گا کہ کیا کرنا ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ سے میری ملاقات ہوگئی ہے اور مجھے آپ میں وہی صفات دکھائی دیتی ہیں جن کے بارہ میں میرے رب مسیح نے مجھے خبر دی تھی۔ لہذا اب آپ مجھے عیسائیت کے مقدس دین میں داخل کر لیں۔ یہ شخص نصرانی ہوگیا اور اس کا یہ واقعہ بھی بڑی جلدی وہاں پر مشہور ہوگیا۔ یوں دمشق میں ربوبیتِ مسیح کا پہلا بیج بویا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کی حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے کہ وہ زمین جو فساد اور فتنہ کا اول مرکز ٹھہری جہاں پولوس شرک، کفر اور دجل لے کر پہنچا تھا وہاں عبد موحّد آخری زمانہ میں توحید کی اشاعت کے لئے پہنچے گا۔ اور الوہیتِ مسیح کا فتنہ تمام دنیا سے ختم ہو جائے گا حتی کہ اس کے پیدا ہونے کی پہلی جگہ یعنی دمشق سے بھی اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ کر توحید کو راسخ کر دیا جائے گا۔ (ندیم)}

اسلامی عقائد کے بارہ میں میرے تصورات

مکرم محمد خیر حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں سوچتے ہوئے مجھے امام مہدی اور ان کے ظہور کا خیال ہرگز نہیں آیا تھا بلکہ مروجہ دینی تعلیم کی وجہ سے ساری توجہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ہی تھی۔ اسی طرح مختلف اسلامی عقائد کے بارہ میں اس وقت کی میری رائے اس حد تک متشدد تھی کہ جس کا بیان کسی کو اسلام میں دلچسپی لینے پر مجبور کرنے والا تو بہر حال نہیں ہو سکتا تھا ہاں ڈرانے والا اور متنفر کرنے والا ضرور تھا۔ مَیں نماز روزہ کی ادائیگی تو کرتا تھا لیکن اس کا محرک خدا کی محبت نہیں بلکہ اس کے عذاب و عقاب کا ڈر تھا۔ اسی طرح عذابِ قبر سے مجھے بہت ڈر آتا تھا۔ اس وقت مجھے یہی علم تھا کہ گناہ گاروں کی قبریں مختلف قسم کے سانپوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں مزید کئی خوفناک قسم کے عذاب دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح قیامت کی نشانیوں کے بارہ میں میرا خیال تھا کہ ان میں سے کافی تو ظہور پذیر ہو چکی ہیں تاہم کچھ ابھی باقی ہیں جن کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اس کے بعد کے زمانے سے ہے۔ لہذا مجھے انتظار تھا کہ حدیث نبوی کے الفاظ کے مطابق کسی روز سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام سب کے سامنے ظاہری طور پر آسمان سے نازل ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جماعت احمدیہ سے تعارف

مَیں دمشق کے جس محلے میں رہتا تھا اس میں پینے کے پانی کی سپلائی کا کام بھی کرتا تھا۔ اس کام کی وجہ سے ویسے تو میرا سب اہل محلّہ کے ساتھ ہی اچھا رابطہ تھا لیکن اپنے تین ہمسایوں سے میرے بہت اچھے تعلقات تھے۔ ان میں سے دو تو احمدی تھے اور ایک بعد میں احمدی ہو گئے۔ تاہم مجھے اس وقت احمدیت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔ بلکہ یہ بھی علم نہ تھا کہ اس نام کی کوئی اسلامی جماعت ہے۔ میرے ان ہمسایوں میں سے ایک مکرم یاسین صاحب تھے،

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے

انیس احمد ندیم۔مشنری انچارج جاپان

شنتو ازم جاپان کا روایتی اور قدیم ترین مذہب ہے ۔جائزوں کے مطابق 83 فیصد جاپانی شنتو ازم کے پیرو ہیں۔لیکن جاپانیوں کے بارہ میں یہ بات عام ہے کہ وہ بیک وقت تین مذاہب پر عمل پیرا ہیں ۔اس مقولہ یا تبصرہ کے مطابق ہر جاپانی شنتو پیدا ہوتا ہے،مغربی فیشن کے مطابق چرچ میں جا کر شادی کرتا ہے اور وفات کے بعد آخری رسومات بدھ مت کے مطابق ادا کی جاتی ہیں۔

شنتو ازم کی پیدائش یا آغاز کا تجزیہ بہت مشکل ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ ایک مسلسل عمل کی پیداوار اور اس خواہش کی طرف سفر ہے جو طبعًا کسی انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور وہ مذہبی وابستگی کا کوئی نہ کوئی طریقہ تلاش کرتا ہے۔

شنتو ازم کا فلسفہ فطرت اور فطری چیزوں کے گرد گھومتا ہے جس کے مطابق سورج، پہاڑ اور درخت وغیرہ قابل احترام ہیں اور ان سب کا الگ الگ خدا ہے۔شنتو ازم کے نہ تو کسی بانی کا ذکر ملتا ہے اور نہ کوئی بنیادی مذہبی ٹیکسٹ موجود ہے۔جاپانی تاریخ کے قدیم ترین ذخائر Nihonki اور Kojiki ہی وہ ریکارڈ ہے جس سے شنتو ازم کی قدامت اور بنیادی تصورات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں بدھ ازم کی تعلیمات چین اور کوریا کے راستہ جاپان میں داخل ہوئیں اور یہ غیر ملکی مذہب جاپان میں کافی مقبول ہوا۔وسطی جاپان کے مختلف علاقوں میں آج بھی ایک سے ڈیڑھ ہزار سال پرانے بدھسٹ ٹیمپل سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہیں۔

اسی دور میں کنفیوشس ازم بھی ایک اخلاقی فلسفہ کے طور پر چین سے جاپان میں آیا۔باقاعدہ مذہب کی شکل تو اختیار نہ کی لیکن یہ اخلاقی فلسفہ بھی کسی حد تک جاپانی قوم کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہا۔

جاپانی قوم کی مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ Prince Shoutoku(572~622ء) وہ پہلے جاپانی ہیں جنہوں نے اپنی قوم کی اخلاقی اور روحانی راہنمائی کی۔گوکہ وہ ایک شہزادہ تھے لیکن ان کی سیرت اور کردار کا مطالعہ یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کافی ہے کہ بلاشبہ وہ جاپانی قوم کے لیے ایک مصلح اور ہادی تھے۔یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ پرنس شوتوکو، بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ کے ہمعصر ہیں۔

پندرھویں اور سولہویں صدی عیسوی میں عیسائی منّاد جاپان پہنچے لیکن اس دفعہ جاپانیوں کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور عیسائی مبلغین پر غیر معمولی تشدد کیا گیا اور بعدازاں جاپان میں مذہبی تبلیغ پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔

ان پابندیوں کے اثرات کئی صدیوں تک جاری رہے لیکن Meiji بادشاہت کے دور میں 1889ء میں قانونی طور پر ہر مذہب اور فرقہ کو آزادی دے دی گئی۔ اور یہ بھی عجب حسن اتفاق ہے کہ 1889ء ہی وہ سال ہے جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

انیسویں صدی کے اواخر یا بیسویں صدی کے اوائل میں تجارتی قافلوں کے ذریعہ مسلمان سیاح جاپان میں داخل ہوئے اور Kotaro Yamaoka وہ پہلے جاپانی ہیں جنہیں مکّہ مکرمہ کی زیارت اور حج کے بعد 1909ء میں قبول اسلام کی توفیق ملی۔

مذہبی آزادی کے حصول کے بعد Anesaki Masaharu صاحب پہلے مذہبی دانشور ہیں جنہوں نے جاپان میں مذہبی تعلیم کا آغاز کیا۔جاپان میں انہیں Father of religious studies کہا جاتا ہے ۔1905ء میں جاپان میں پہلی دفعہ ٹوکیو امپیریل یونیورسٹی میں مذہبی علوم کو نصاب کا حصہ بنایا گیا۔ 1870ء میں پہلی دفعہ جاپانی زبان میں مذہب کے لیے مستعمل لفظ Shukyo کا استعمال شروع ہوا۔

بانی احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو تمام انسانیت کو ملّتِ واحدہ بنانے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں آپ نے 26/اگست 1905ء نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک قادیان میں جاپان کے ذکر پر فرمایا کہ

''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔........ چاہئے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 351 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ:۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جاوے۔

بدر سے:۔ اسلام کا پورا نقشہ کھینچا جاوے کہ اسلام کیا ہے۔صرف بعض مضامین مثلاً تعدد ازدواج وغیرہ پر چھوٹے چھوٹے مضامین لکھنا ایسا ہے۔ جیسا کہ کسی کو سارا بدن نہ دکھایا جائے اور صرف ایک انگلی دکھادی جاوے۔ یہ مفید نہیں ہوسکتا۔ پوری طرح دکھانا چاہیے کہ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور پھر ساتھ ہی دیگر مذاہب کا حال بھی لکھ دینا چاہیے۔ وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ اسلام کیا شئے ہے۔ تمام اصول فروع اور اخلاقی حالات کا ذکر کرنا چاہیے۔ اس کے واسطے ایک مستقل کتاب لکھنی چاہیے جس کو پڑھ کر وہ لوگ دوسری کتاب کے محتاج نہ رہیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 371 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

''میں دوسری کتابوں پر جو لوگ اسلام پر لکھ کر پیش کریں بھروسہ نہیں کرتا۔ کیونکہ ان میں خود غلطیاں پڑی ہوئی ہیں۔ ان غلطیوں کو ساتھ رکھ کر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے۔ اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ ہاں اشاعت اسلام کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 374 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مختصر ارشادات جاپانی قوم کے مذہبی مزاج اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے جاپان میں تبلیغی کاوشوں کے لیے ایک راہنما اصول کی طرح ہیں۔آپ کی تبلیغ اسلام کی خواہش کی تکمیل کے لیے 1935ء میں مکرم صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب پہلے احمدی مبلغ کے طور پر جاپان کے ساحلی شہر کوبے میں وارد ہوئے ۔1957ء میں ایک جاپانی سکالر مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب خود تحقیق کر کے، جامعہ احمدیہ ربوہ میں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہنے کے بعد اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔

گوکہ جاپانی عملی طور پر مذہبی مزاج نہیں رکھتے، لیکن جاپان کے ہر شہر اور علاقہ میں پائے جانے والے بدھ مت اور شنتو ازم کے بکثرت ٹیمپل اس بات کا ثبوت ہیں کہ جاپانی قوم مسلسل کسی عمدہ مذہب کی تلاش میں ہے ۔شنتو ازم، بدھ مت اور عیسائیت کے ہزارہا معابد جاپانیوں کو مذہب کی طرف راغب نہیں کر سکے اور یقیناً اسلامی تعلیم ہی وہ خوبصورت ضابطہ حیات ہے جو اعلیٰ اخلاق کی حامل اور سچائی کی تلاش میں ہمہ وقت سرگرداں جاپانی قوم کی مذہبی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔

بقیہ: **مصالح العرب** از صفحہ 3

دوسرے مکرم یونس یوسف صاحب تھے جن کا ایک بیٹا رأفت یونس جرمنی میں ہے، اور تیسرے مکرم مأزن عقلہ صاحب تھے جو شام میں قیام کے دوران تو احمدی نہ تھے مگر جب جرمنی پہنچے تو وہاں مکرم رأفت یونس صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہوگئے۔

1994ء کی بات ہے کہ ایک دن میرے ہمسائے یاسین صاحب نے مجھے روک کر پوچھا کہ کیا تم نے احمدیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد علیہ السلام کے بارہ میں کبھی کچھ سنا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ کسی ٹی وی چینل کا نام ہے؟ یا کسی کھیلوں کے کلب کا نام ہے؟ یاسین صاحب نے کہا کہ نہیں بلکہ احمدیت ایک مسلمان دینی جماعت ہے اور اس کے بانی مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ پھر انہوں نے مختلف باتیں کیں جن میں دجال اور اس کے گدھے کی پیشگوئی اور اس کی صحیح تشریح بھی شامل تھی۔ مجھے یاسین صاحب کی باتوں میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ لگی کہ وہ جب بھی مرزا غلام احمد کا نام لیتا تو ساتھ علیہ السلام کہتا۔ آخر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے پوچھ ہی لیا کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ کیا وہ نبی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ وہی امام مہدی ہیں جن کی خبر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی تھی۔

(باقی آئندہ)

انگلستان میں عیسائیت
اسلام اور سیکولرزم کے مقابل پر دم توڑ رہی ہے

امریکہ کی ایک وسیع الاشاعت اخبار Washington Post نے اپنے 11/دسمبر 2012ء کے شمارہ میں Religion News Service کے رپورٹر ٹریور گرنڈی (Trevor Grundy) کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے کہ 2011ء کی مردم شماری میں اکٹھے کیے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق انگلینڈ اور ویلز (Wales) میں اپنے آپ کو عیسائی قرار دینے والوں کی تعداد تین کروڑ تہتر لاکھ نفوس سے کم ہو کر تین کروڑ تیس لاکھ نفوس رہ گئی ہے۔یعنی گزشتہ 10 سالوں میں (2001ء سے 2011ء کے درمیان) لگ بھگ 4 ملین لوگوں نے عیسائیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔

یہ اعداد و شمار اس وقت منظرِ عام پر لائے گئے جب سیکولر تحریک کی طرف سے جاری کردہ بیان کہ انگلستان میں چرچ آف انگلینڈ کی شہرت ماند پڑ رہی ہے کو غلط ثابت کرنے کے لئے کنٹربری کے اسقفِ اعظم Rowan Williams (جو اب اس خدمت سے سبکدوش ہو چکے ہیں) نے یہ دعویٰ کر دیا کہ چرچ میں ادا کی جانے والی اجتماعی عبادات میں شاملین کی تعداد انگلستان میں حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں اپنے آپ کو لامذہب قرار دینے والے لوگوں کی تعداد گزشتہ دس سالوں کے دوران ساٹھ لاکھ نفوس کے اضافے کے ساتھ اس وقت 14.1 ملین تک پہنچ چکی ہے۔

دیگر ذرائع سے اکٹھے کیے جانے والے اعداد و شمار بھی مندرجہ بالا حقائق کو درست ثابت کرتے ہیں۔

2012ء میں کیے جانے والے British Social Attitudes Survey کے مطابق انگلستان میں بسنے والوں کی صرف نصف تعداد اپنے آپ کو کسی بھی مذہب سے منسلک رکھنا پسند کرتی ہے۔جبکہ اسی ملک میں آج سے 20 سال قبل اپنے آپ کو کسی نہ کسی مذہب کے پیروکاروں میں شمار کرنے والوں کی تعداد کل آبادی کا دو تہائی تھی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دورِ حاضر کے نوجوانوں میں بمشکل ایک چوتھائی حصہ اپنا تعلق کسی مذہب سے جوڑتا ہے۔

نئے اعداد و شمار یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام 2.7 ملین مسلمانوں کے ساتھ یوکے (UK) کا دوسرا بڑا مذہب اور آٹھ لاکھ سترہ ہزار پیروکاروں کے ساتھ ہندو مت تیسرے نمبر پر ہے۔جبکہ انہیں دس سالوں میں اپنے آپ کو یہودی کہنے والے افراد دو لاکھ ساٹھ ہزار سے بڑھ کر دو لاکھ تریسٹھ ہزار ہو چکے ہیں

جائیداد برائے فروخت

ربوہ کے بالکل وسطی علاقہ بالمقابل ایوان محمود، جائیداد (مکان اور دکانیں) برائے فروخت ہے۔(ڈیلر حضرات سے معذرت)

رابطہ: انس احمد۔ حال لندن

فون: +44-7917275766

خطبہ جمعہ

یوم مسیح موعودؑ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں آپ کی صداقت کا ثبوت، اللہ تعالیٰ کی تائیدات، امام الزمان کی ضرورت، مسلمانوں کو آپ کو قبول کرنے اور مقام پہچاننے کا بیان۔

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات، مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 مارچ 2013ء بمطابق 29 امان 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن (لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعری کلام میں فرماتے ہیں کہ

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پھر آپ ایک کتاب میں، ایک اشتہار میں فرماتے ہیں کہ

''بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا مَیں نے افتراء کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے، غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے''۔ (کتاب البریّہ، اشتہار واجب الاظہار۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 18)

آج گو 22/ مارچ ہے لیکن 23/ مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں یومِ مسیح موعود کے حوالہ سے منایا جاتا ہے۔ کل انشاءاللہ 23/ مارچ ہے۔ آج میں نے اس حوالے سے یہ مناسب سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں آپ کی صداقت کا ثبوت، اللہ تعالیٰ کی تائیدات، امام الزمان کی ضرورت، مسلمانوں کو آپ کو قبول کرنے اور مقام پہچاننے کی دعوت جو آپ نے دی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں وہ پیش کروں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''وہ حوادثِ ارضی اور سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہیں، وہ سب میرے وقت میں ظہور پذیر ہوگئی ہیں۔ مدت ہوئی کہ خسوف کسوف رمضان کے مہینے میں ہو چکا ہے''۔ چاند اور سورج گرہن کا جو نشان تھا وہ ظاہر چکا ہے'' اور ستارہ ذوالسنین بھی نکل چکا'' دمدار ستارہ'' اور زلزلے بھی آئے اور مَری بھی پڑی''۔ یعنی ایسی بیماری جو طاعون وغیرہ۔ فرمایا'' مَری بھی پڑی اور عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا میں پھیل گیا اور جیسا کہ آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا، بڑے تشدد سے میری تکفیر بھی ہوئی''۔ یہ بھی پیشگوئی تھی۔ پہلے بزرگ لکھ گئے تھے کہ مسیح موعود آئے گا تو اُس کی تکفیر بھی ہوگی، اُسے کافر کہیں گے، جھوٹا کہیں گے۔ فرمایا کہ'' غرض تمام علامات ظاہر ہوچکی ہیں اور وہ علوم اور معارف ظاہر ہو چکے ہیں جو دلوں کو حق کی طرف ہدایت دیتے ہیں''۔ (کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 298-299 حاشیہ)

پس یہ آپ نے اپنی صداقت کے بارے میں فرمایا کہ یہ ساری چیزیں ظاہر ہو رہی ہیں، پھر بھی تم لوگ ہوش نہیں کرتے۔

پھر اسی طرح ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

''مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیچر اور صحیفۂ قدرت کے پیرو بننا چاہتے ہوں اُن کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہایت عمدہ موقع دیا ہے کہ وہ میرے دعوے کو قبول کریں۔ کیونکہ وہ لوگ ان مشکلات میں گرفتار نہیں ہیں جن میں ہمارے دوسرے مخالف گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے''۔ جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اُن کو مسیح موعود کے دعویٰ پر غور کرنا چاہئے۔ فرمایا'' اور پھر ساتھ اس کے انہیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی نسبت جو پیشگوئی احادیث میں موجود ہے وہ ان متواترات میں سے ہے جن سے انکار کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ پس اس صورت میں یہ بات ضروری طور پر انہیں قبول کرنی پڑتی ہے کہ آنے والا مسیح اِسی اُمّت میں سے ہوگا۔ البتہ یہ سوال کرنا اُن کا حق ہے کہ ہم کیونکر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا قبول کریں؟'' یہ تو ٹھیک ہے کہ اس امت میں مسیح موعود ہوگا، لیکن یہ کس طرح صحیح ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے، وہ صحیح ہے؟ تو فرمایا'' اور اس پر دلیل کیا ہے کہ وہ مسیح موعود تم ہی ہو؟'' فرمایا'' اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ اور جس ملک اور جس قصبہ میں مسیح موعود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعالِ خاصّہ کو مسیح کے وجود کی علّت غائی ٹھہرایا گیا ہے'' یعنی یہ ضروری چیز ٹھہرایا گیا ہے'' اور جن حوادث ارضی اور سماوی کو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات بیان فرمایا گیا ہے اور جن علوم اور معارف کو مسیح موعود کا خاصّہ ٹھہرایا گیا ہے، وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانہ میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں اور پھر زیادہ تر اطمینان کے لئے آسمانی تائیدات میرے شامل حال کی ہیں''۔ آپ نے یہ فارسی شعر آگے لکھا ہے کہ

''چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند''

کہ مجھے چونکہ مسیح کی قوم کے لئے حکم دیا گیا ہے، اس لئے میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا ہے۔ آسمان نشان برسا رہا ہے، زمین بھی کہہ رہی ہے کہ یہی وقت ہے۔ یہ دو گواہ میری تصدیق کے لئے کھڑے ہیں۔

فرماتے ہیں:'' اب تفصیل اس کی یہ ہے کہ اشارات نصّ قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ہیں اور آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت موسیٰ کے سلسلۂ خلافت سے بالکل مشابہ ہے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ کو وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں یعنی جبکہ سلسلہ اسرائیلی نبوت کا انتہا تک پہنچ جائے گا اور بنی اسرائیل کئی فرقے ہو جائیں گے اور ایک، دوسرے کی تکذیب کرے گا یہاں تک کہ بعض بعض کو کافر کہیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ حامی دینِ موسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرے گا۔ اور وہ بنی اسرائیل کی مختلف بھیڑوں کو اپنے پاس اکٹھی کرے گا۔ اور بھیڑیئے اور بکری کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔ اور سب قوموں کے لئے ایک حَکَم بن کر اندرونی اختلاف کو درمیان سے اٹھا دے گا''۔ مطلب یہ کہ مظلوم قوموں کو اور ظالم قوموں کو اکٹھا کرے گا۔ ''اور بغض اور کینوں کو دور کر دے گا۔ یہی وعدہ قرآن میں بھی دیا گیا تھا جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ (الجمعۃ:4) اور حدیثوں میں اس کی بہت تفصیل ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یہ اُمّت بھی اسی قدر فرقے ہو جائیں گے جس قدر کہ یہود کے فرقے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر کرے گا''۔ ایک دوسرے کو جھوٹا اور کافر کہیں گے'' اور یہ سب لوگ عناد اور بغض باہمی میں ترقی کریں گے''۔ یعنی

ایک دوسرے سے بُغض میں اور ایک دوسرے سے دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے ”اُس وقت تک کہ مسیح موعود حَکَم ہوکر دنیا میں آوے۔ اور جب وہ حَکَم ہوکر آئے گا تو بُغض اور شحناء کو دور کردے گا“۔ یعنی بغض اور کینہ اور دشمنی جو ہے اُس کو دور کردے گا” اور اس کے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔“ یہ ظالم اور مظلوم جو ہیں، یا کمزور اور طاقتور جو ہیں وہ اکٹھے ہوکر ایک دین پر قائم ہوں گے اور صرف خدا تعالیٰ کی جو رضا ہے اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے” چنانچہ یہ بات تمام تاریخ جاننے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی وقت میں آئے تھے کہ جب اسرائیلی قوموں میں بڑا تفرقہ پیدا ہوگیا تھا۔ اور ایک دوسرے کے مکفّر اور مکذّب ہو گئے تھے۔ اسی طرح یہ عاجز بھی ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہنچ گئے اور ایک فرقہ دوسرے کو کافر بنانے لگا۔ اس تفرقہ کے وقت میں اُمّت محمدیہ کو ایک حَکَم کی ضرورت تھی۔ سو خدا نے مجھے حَکَم کرکے بھیجا ہے“۔

آج بھی آپ دیکھ لیں کہ کفر کے فتوے ایک دوسرے پر لگاتے ہیں چاہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے، کافر بنانے کے لئے، گالیاں دینے کے لئے ایک ہو جائیں، اکٹھے ہو جائیں لیکن پھر بھی ایک دوسرے پر ان کے فتوے جو ہیں وہ قائم ہیں۔

پھر فرمایا: ” اور یہ ایک عجیب اتفاق ہوگیا ہے جس کی طرف نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ سے تیرہ سو برس بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح یہ عاجز بھی چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی لحاظ سے بڑے بڑے اہل کشف اسی بات کی طرف گئے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں مبعوث ہوگا“۔ فرمایا ” اور اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا ہے“۔ غلام احمد قادیانی میں حروف ابجد کے لحاظ سے تیرہ سو کا عدد پورا ہوتا ہے ”غرض قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا اور وہ تفرقہ مذاہب اسلام اور غلبہ باہمی عناد کے وقت میں آئے گا“۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 254-258 حاشیہ)

پھر اپنی صداقت کا ایک اور ثبوت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ:

”فصوص الحکم میں شیخ ابن العربی اپنا ایک کشف یہ لکھتے ہیں کہ وہ خاتم الولایت ہے اور تو اَم پیدا ہو گا“۔ (یعنی مسیح موعود)۔ ” اور ایک لڑکی اُس کے ساتھ متولّد ہوگی۔ اور وہ چینی ہوگا۔ یعنی اُس کے باپ دادے چینی ممالک میں رہے ہوں گے۔ سو خدا تعالیٰ کے ارادے نے ان سب باتوں کو پورا کر دیا۔ مَیں لکھ چکا ہوں کہ میں تو اَم پیدا ہوا تھا“ (جڑواں پیدا ہوا تھا) ” اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی اور ہمارے بزرگ سمرقند میں جو چین سے تعلق رکھتا ہے رہتے تھے۔“ (کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 313 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ قرآنِ شریف کی رُو سے کوئی دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا اکمل اور اتم طور پر اُس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جبکہ تین پہلو سے اس کا ثبوت ظاہر ہو۔ اوّل یہ کہ نصوص صریحہ اُس کی صحت پر گواہی دیں، یعنی وہ دعویٰ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ عقلی دلائل اُس کے مؤیّد اور مصدق ہوں۔ تیسرے یہ کہ آسمانی نشان اُس مُدّعی کی تصدیق کریں۔ سو ان تینوں وجوہ استدلال کے رُو سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ نصوصِ حدیثیہ جو طالبِ حق کو بصیرتِ کامل تک پہنچاتی ہیں“۔ یعنی ان کا ثبوت جن سے اگر کوئی حق کا طالب ہے اور حق کا طالب ہونا شرط ہے، یہ نہیں کہ ڈھٹائی اور ضد ہو، تو وہ اُس کو کامل بصیرت تک پہنچاتی ہیں، اُس کو حق دکھاتی ہیں” اور میرے دعویٰ کی نسبت اطمینانِ کامل بخشتی ہیں، اُن میں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیلی کا اختلافِ حلیہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ 485 و 876 و 1055“ (بخاری کی جس کتاب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں یہ صفحات لکھے ہوئے ہیں لیکن بہرحال بخاری میں باب نزول عیسیٰ اور کتاب الانبیاء میں اس کا ذکر ہے۔ جس میں دونوں کے مسیح بنی اسرائیل اور مسیح محمدی کے، مسیح موعود کے حلیے درج ہیں جو علیحدہ علیحدہ ہیں۔ فرمایا: ان حدیثوں” وغیرہ میں جو مسیح موعود کے بارے میں حدیث ہے جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو عالَمِ کشف میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اُس میں اُس کا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ گندم گوں تھا اور اُس کے بال گھونگر والے نہیں تھے بلکہ صاف تھے۔ اور پھر اصل مسیح علیہ السلام جو اسرائیلی نبی تھا، اُس کا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ سرخ رنگ تھا جس کے گھونگر والے بال تھے۔ اور صحیح بخاری میں جا بجا یہ التزام کیا گیا ہے کہ آنے والے مسیح موعود کے حلیہ میں گندم گوں اور سیدھے بال لکھ دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کے حلیہ میں جا بجا سرخ رنگ اور گھونگر والے بال لکھتا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو ایک علیحدہ انسان قرار دیا ہے اور اُس کی صفت میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ بیان فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علیحدہ انسان قرار دیا ہے۔ اور بعض مناسبات کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کا نام دونوں پر اطلاق کردیا ہے“۔

فرمایا ” اَور ایک اَور بات غور کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح موعود کا ذکر کیا ہے، اُس جگہ صرف اسی پر کفایت نہیں کی کہ اُس کا حلیہ گندم گوں اور صاف بال لکھا ہے بلکہ اُس کے ساتھ دجّال کا بھی جا بجا ذکر کیا ہے۔ مگر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی کا ذکر کیا ہے، وہاں دجّال کا ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عیسیٰ بن مریم دو تھے۔ ایک وہ جو گندم گوں اور صاف بالوں والا ظاہر ہونے والا تھا جس کے ساتھ دجّال ہے۔ اور دوسرا وہ جو سرخ رنگ اور گھونگریالے بالوں والا ہے اور بنی اسرائیلی ہے جس کے ساتھ دجّال نہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامی تھے اور شامیوں کو آدم یعنی گندم گون ہرگز نہیں کہا جاتا۔ مگر ہندیوں کو آدم یعنی گندم گون کہا جاتا ہے۔ اس دلیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ گندم گون مسیح موعود جو آنے والا بیان کیا گیا ہے وہ ہرگز شامی نہیں ہے بلکہ ہندی ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ نصاریٰ کی تواریخ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ گندم گوں نہیں تھے بلکہ عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے۔ مگر آنے والے مسیح موعود کا حلیہ ہرگز شامیوں کا حلیہ نہیں ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے“۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 299 تا 302 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ” اس وقت کے مولوی اگر دیانت اور دین پر قائم ہوکر سوچیں تو اُنہیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام کسرِ صلیب ہے اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اس لئے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود چاہئے اور اگرچہ چودھویں صدی میں فسق و فجور بھی مثل شراب خوری و زنا کاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں“۔ یعنی بہت سارے فسق و فجور پھیلے ہوئے ہیں، مثلاً شراب خوری، زنا کاری ” مگر بغور نظر معلوم ہوگا کہ ان سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدّعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی باز پرس سے کفایت کر دی ہے“۔ یہ جو اتنی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ قائم ہوگیا ہے، یہ تعلیم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے کفّارہ کی وجہ سے اُن سے اُن کے گناہوں کی باز پرس نہیں ہوگی، پوچھا نہیں جائے گا۔ فرمایا ” اسی وجہ سے ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے بڑھا ہوا ہے“۔ اس میں سارے مغربی ممالک شامل ہیں اور دوسرے ممالک بھی جہاں چھوٹ ہے، اب تو ہر جگہ یہ پھیلتی چلی جارہی ہے۔ فرمایا ” پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے“ یعنی اُن کی ہمسائیگی سے، اُن کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے سے ” عموماً ہر ایک قوم میں بے قیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے“۔ اب صرف یہ یورپ کے ساتھ نہیں رہا، بلکہ جہاں بھی یہ پھیل رہے ہیں، جارہے ہیں، یا آجکل ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع سے آزادی پہنچ رہی ہے، وہاں بھی ہر قسم کی قید سے آزاد ہو رہے ہیں اور بے حیائی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ فرمایا ” اگرچہ لوگ بیماریوں سے ہلاک ہو جائیں اور اگرچہ وبا اُن کو کھا جائے مگر کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ تمام عذاب شامتِ اعمال سے ہے۔“ بہت سارے عذاب جو آرہے ہیں، طوفان ہے، زلزلے ہیں، یہ لوگوں کی شامتِ اعمال ہے، کوئی سوچتا نہیں۔ ” اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی تو ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہوگئی ہے اور اُس ذوالجلال کی عظمت دلوں پر سے گھٹ گئی ہے“۔

پس آجکل بھی جو آفات آتی ہیں یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور جو نہ ماننے والے ہیں اُن کو بھی سوچنا چاہئے۔

فرمایا: ” غرض جیسا کہ کفّارہ کی بے قیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خواری اور ہر ایک فسق و فجور پر دلیر کیا۔ ایسا ہی اُن کا نظارہ دوسری قوموں پر اثر انداز ہوا۔ اس میں کیا شک ہے کہ فسق و فجور بھی ایک بیماری متعدی ہے۔ ایک شریف عورت کنجریوں کی دن رات صحبت میں رہ کر اگر صریح بدکاری تک نہیں پہنچے گی تو کسی قدر گندے حالات کے مشاہدہ سے دل اس کا ضرور خراب ہوگا“۔ کیونکہ صحبت اثر ڈالتی ہے، حالات اثر ڈالتے ہیں، ماحول اثر ڈالتا ہے۔

پھر فرمایا: ” خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے اور جس دجّالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے، اُس دجّالیت کے پردے کھول دیوے اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بَلا کمال تک پہنچ گئی تھی“ یعنی یہ مصیبت اور بلا جو ہے یہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

تھی ’’ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد کسرِ صلیب کرنے والا ہو۔ کیونکہ مجدد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اُس بیماری کی قلع قمع کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسرِ صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسرِ صلیب ہے مسیح موعود ہے‘‘۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 305-303 حاشیہ)

پھر کسرِ صلیب کس طرح ہوگی؟ اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

’’اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسرِ صلیب کرنا چاہئے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ، (خدا اُن کے حال پر رحم کرے،) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اُس کا منصب یہ ہے کہ حُجَجِ عَقْلِیَّہ‘‘ یعنی عقلی دلائل سے ’’اور آیاتِ سماویہ‘‘ آسمانی نشانات سے ’’اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اُس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اُس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اُس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی‘‘۔ جو بھی تحقیق کرنے کی نظر سے دیکھے گا، اس پر غور کرے گا، اُس پر صلیب کی عظمت اور بزرگی اور جو اثر پڑا ہوا ہے، وہ ختم ہو جائے گا‘‘ اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کُھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا‘‘۔ (کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 305 حاشیہ)

پس اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا بھی فرض ہے کہ اس فریضہ کی سرانجام دہی میں مصروف ہوں اور توحید کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

پھر آپ اپنے امام اور حَکم ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدّث، مجدّد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کیلئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔ اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور مُلہَموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے‘‘۔ یعنی ہر مسلمان کو، ہر نیک آدمی کو، جن کو خوابیں آتی ہیں اُن کو بھی، جن کو الہام ہوئے ہیں مسیح کے آنے کے، امام کے آنے کے، اُن کو بھی ’’سو مَیں اِس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان مَیں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گزر بھی گئے اور ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا۔ اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکّہ میں۔ اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں۔ اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے سو وہ حَکَم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دُور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ مَیں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ مَیں اپنی حقیّت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے‘‘۔ جو حالات تھے وہ مسیح موعود کے آنے کا تقاضا کر رہے تھے اور ضرورت تھی اور یہی دلیل کافی تھی۔ ’’لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور مَیں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حَکَم ہوں۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَم ہوں۔ اور مَیں امام مالکؒ اور ابن حزمؒ اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہل سنّت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو مَیں بحیثیت حَکَم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنّت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے‘‘۔ ایک حد تک تو سچا ہے کہ نزول بروزی ہونا تھا، لیکن کیفیت میں غلطی کھائی۔ ’’نزول صفت بروزی تھا، نہ کہ حقیقی۔ اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام اُن کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نصِّ صریح آیت کریمہ یعنی آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حَکَم کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اُس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکَم مقرر فرمایا ہے۔

اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حَکَم ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اِس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کیلئے حَکَم آنا چاہئے تھا وہ زمانہ موجود ہے۔ اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حَکَم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حَکَم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں‘‘۔ آسمانی بھی اور زمینی بھی۔ ’’اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ زمین نشان ظاہر کر رہی ہے اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 495-496)

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور حَکَم کو ماننے والے بنیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’میرے مخالف اپنے دلوں میں آپ ہی سوچیں کہ اگر مَیں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حَکَم اور عدل اور امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لئے‘‘ یا کسی کے لئے بھی ’’لعنتیں بھیجنا، اس کو گالیاں دینا جائز تھا؟‘‘ یہ ترکی کے بادشاہ کا ذکر ہے، لیکن بہرحال اس کو میں چھوڑتا ہوں۔ فرمایا کہ ’’ذرہ اپنے جوش کو تھام کے سوچیں۔ نہ میرے لئے، بلکہ اللہ اور رسول کے لئے کہ کیا ایسے مدّعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ مَیں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میرا مقدمہ تم سب کے ساتھ آسمان پر ہے۔ اگر مَیں وہی ہوں جس کا وعدہ نبیؐ کے پاک لبوں نے کیا تھا تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے۔ اور اگر پہلے سے آثار صحیحہ میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اس کو دُکھ دیا جائے گا اور اس پر لعنتیں بھیجی جائیں گی‘‘۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے ’’تو تم لوگوں کی مجال نہ تھی جو تم مجھے وہ دُکھ دیتے جو تم نے دیا‘‘۔ یہ تو دیا جانا مقدر تھا، مسیح کے لئے پہلے لکھا گیا تھا‘‘ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے اور اب تک تمہیں ملزم کرنے کے لئے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جن کو تم زبان سے پڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کر کے مہر لگا دیتے ہو کہ وہ بدعلما اور ان کے دوست جو مہدی کی تکفیر کریں گے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئیں گے وہ تم ہی ہو‘‘۔ (کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 328-329)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت میں مَیں وہ شخص ہوں جو اُس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ ’’وہ تمہارا امام اور خلیفہ ہے اور اس پر خدا اور اس کے نبی کا سلام ہے اور اس کا دشمن لعنتی اور اس کا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور وہ تمام دنیا کے لئے حَکَم ہو کر آئے گا۔ اور اپنے تمام قول اور فعل میں عادل ہوگا‘‘۔ تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے دعویٰ کو سن کر اور میرے نشانوں کو دیکھ کر اور میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کر کے مجھے یہ صلہ دیتے کہ گندی گالیاں اور ٹھٹھے اور ہنسی سے پیش آتے؟ کیا نشان ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا آسمانی تائیدیں ظہور میں نہیں آئیں؟ کیا ان سب وقتوں اور موسموں کا پتہ نہیں لگ گیا جو احادیث اور آثار میں بیان کی گئی تھیں؟ تو پھر اس قدر کیوں بیباکی دکھلائی گئی؟ ہاں اگر میرے دعوے میں اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانوں میں کچھ شبہ تھا تو غربت اور نیک نیتی‘‘، عاجزی اور نیک نیتی سے ’’اور خدا ترسی سے اس شبہ کو دور کرایا ہوتا‘‘۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 328)

آپ فرماتے ہیں: ’’مَیں نے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مٹا لو‘‘۔ اپنے شکوک اور شبہات جو ہیں مٹالو‘‘ پر کوئی نہیں آیا۔ مَیں نے فیصلہ کے لئے ہر ایک کو بلایا۔ پر کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ مَیں نے کہا کہ تم استخارہ کرو اور رو رو کر خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت کھولے پر تم نے کچھ نہ کیا۔ اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے۔ خدا نے میری نسبت سچ کہا کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘‘۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور ضائع کیا جائے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو اور برباد ہو جائے؟ پس اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مزاحم مت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ خدا اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے۔ اور زمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

’’ضرورت ضرورت‘‘ بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم اٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو ’’اَنَا الْمَوْجُوْد‘‘ کی آواز آئے‘‘۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد13 صفحہ 329-330)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کان کھولے اور یہ آواز سننے والے ہوں۔

اب اس کے بعد اس وقت مَیں ایک افسوسناک خبر بھی بتانا چاہتا ہوں جو مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کی وفات کی ہے، جو تحریکِ جدید میں آجکل وکیل التعلیم تھے اور پرانے دیرینہ خادمِ سلسلہ تھے۔ 16/مارچ کو 79 سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ آپ 21/جون 1934ء میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے، جو صحابی تھے۔ آپ کے دادا بھی صحابی تھے۔ آپ کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 313 صحابہ میں سے تھے۔ اور 5/جون 1895ء میں اُن کی بیعت تھی۔ تقسیمِ ہند کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر قادیان چلے گئے تھے، درویشان قادیان میں شامل ہو گئے تھے، قادیان میں ہی اُن کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں ہی دفن ہوئے۔ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب کے والد صوفی غلام محمد صاحب کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ اور مکرم صوفی صاحب کو بھی واقفِ زندگی کے طور پر مختلف حیثیتوں سے سلسلہ کی بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور استاد بھی رہے، سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس تحریکِ جدید رہے۔ ناظر بیت المال خرچ بھی رہے۔ ناظرِ اعلیٰ ثانی صدر انجمن احمدیہ بھی رہے۔ غرض مختلف عہدوں پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ مصلح الدین صاحب کے دادا کا تعلق گجرات سے تھا۔ ان کے والدین نے تو پہلے ہی ان کو وقف کے لئے پیش کیا ہوا تھا۔ 18/جون 1949ء کو انہوں نے خود اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ اور ستمبر 1949ء میں میٹرک کے بعد وقف کرنے والے آٹھ واقفین کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ربوہ میں انٹرویو کے لئے بلایا، اور خود ہی اُن کے پرچے سیٹ کئے اور خود ہی اُن کا امتحان لیا، انٹرویو لیا۔ اُن میں ایک مبارک مصلح الدین صاحب بھی تھے۔ پھر بعض کو فرمایا کہ کالج میں مزید تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں نویں تک آپ پڑھے تھے۔ پھر چنیوٹ میں جو تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا، یہاں سے انہوں نے میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ پھر 1953ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور سے بی ایس سی کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے 1956ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ریاضی میں ایم۔ ایس۔ سی کی۔ اور پھر جیسا کہ یہ وقف تھے، 1956ء کو وکالتِ دیوان میں یہ حاضر ہوئے۔ آپ کا پہلا تقرر امانت تحریکِ جدید میں کیا گیا۔ چند ماہ وہاں کام کیا، پھر وکالتِ مال میں تقرر ہوا۔ پھر آپ کو جماعت کا ایک تجارتی ادارہ تھا، ایشو افریقن، وہاں بھجوایا گیا، چند سال وہاں رہے۔ 1964ء کے آغاز میں واپس تحریکِ جدید میں آئے اور وکالتِ مال ثانی میں 1972ء تک بطور نائب وکیل المال ثانی رہے اور 1972ء سے 2001ء تک وکیل المال کے طور پر کام کیا۔ اُس کے بعد 2001ء سے آپ وفات تک وکیل التعلیم رہے۔ اور اس کے علاوہ بھی جماعت کی مختلف کمیٹیوں اور بورڈ جو تھے ان کے ممبر رہے۔ مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے ممبر بھی تھے۔ بڑے صائب الرائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کے مشورہ دینے والے اور گہرا علم رکھنے والے، ہر اُس کمیٹی میں جہاں یہ ممبر تھے، ان کی حاضری ایک تو باقاعدہ ہوتی تھی، دوسرے باقاعدہ تحقیق کر کے، علم حاصل کر کے جایا کرتے تھے۔ خلافت سے بھی بے انتہا اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ قرآنِ کریم کے بھی بہت سے حصے آپ کو حفظ تھے۔ تلاوت بڑی اچھی کیا کرتے تھے۔ اکثر شوریٰ کے موقع پر ان کو تلاوت کا موقع ملتا تھا۔ خدمت کا سلسلہ ستاون سال پر محیط ہے۔ ذیلی تنظیموں میں بھی خدام الاحمدیہ وغیرہ میں بڑا لمبا عرصہ کام کیا۔ 1964ء میں ان کی شادی ہوئی اور ان کی اہلیہ بھی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ کھارے کے رہنے والے صوبیدار غلام رسول صاحب ان کے والد تھے۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ گھر میں آئے مہمان یا کام کرنے والے اگر سلسلہ کے نظام کے خلاف کبھی کوئی بات کرتے تو اُنہیں سختی سے منع فرماتے اور کبھی سلسلہ کے خلاف بات برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ لجنہ پاکستان کی نائب صدر ہیں۔ کہتی ہیں جب لجنہ کے کام کے لئے مجھے دورہ جات کے لئے جانا ہوتا تو کبھی مجھے منع نہیں کیا بلکہ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اولیت دیتے رہے اور بعض موقعے ایسے بھی آئے کہ کیا ٹھیک ہے لجنہ کا کام کرو، کھانا بھی خود پکانا پڑا تو پکا لیا۔ میں نے کچھ سال پہلے ان کو بنگلہ دیش کے دورے پر بھجوایا تھا ان کے بیٹے منصور انجم صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں ان کو شدید دل کی تکلیف شروع ہوئی اور سانس بھی رکنے لگ گیا تکلیف بڑی پرانی تقریباً تیس سال سے چل رہی تھی، تو کہتے ہیں میں نے ان کو فون کیا کہ میں بنگلہ دیش آ جاتا ہوں، میرا کینیڈا سے آنا آسان ہے۔ جواب دیا کہ نہیں، یہاں خلیفہ وقت نے کہا ہوا ہے اور جماعت پورا خیال رکھ رہی ہے، تمہیں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کوئی بات بھی ہوتی تو وہ خلیفہ وقت سے ضرور پوچھتے۔ ان کے بیٹے حافظ ناصرالدین، یہ حافظ قرآن ہیں لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے پاس مختلف لوگوں کی امانتیں تھیں اور لوگوں کی امانتوں اور چندوں اور وصیتوں کا حساب بھی آپ کے پاس ہوتا تھا جو آپ باقاعدگی سے ادائیگیاں کرتے اور پھر اُن کو اطلاع کرتے تھے۔ مجد الدین صاحب ان کے بیٹے ہیں وہ کہتے ہیں کہ گھر میں کبھی کوئی بات ہوتی، عام معاملات میں بھی بات کر رہے ہوتے تو تھوڑی دیر کے بعد یہ آتے اور کہتے کہ میں نے اس بارے میں مشورے کے لئے اور دعا کے لئے خلیفہ وقت کو خط لکھ دیا ہے۔ ہر بات جو تھی وہ پوچھا کرتے تھے، چاہے وہ گھریلو ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ واقفِ زندگی کبھی بھی کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔ کہتے ہیں وقفِ زندگی کے فارم میں اب تو مختلف شرائط بنا دی گئی ہیں۔ ہمارے سامنے تو وقفِ زندگی کا جو فارم تھا اُس میں صرف یہی ایک شرط تھی کہ مطالبہ نہیں کرنا۔ اور ان کے بچے کہتے ہیں کبھی ہمیں یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ واقفِ زندگی ہونے کی وجہ سے ہمیں کسی چیز کی کمی ہو۔ اپنے اوپر تنگی وارد کر کے بھی ہماری ضروریات پوری کر دیا کرتے تھے۔ مصلح الدین صاحب کے والد بھی واقفِ زندگی تھے اور یہ اُن کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کو بھی انہوں نے وقف کیا اور کبھی بھی کسی قسم کی تنگی کا شکوہ نہیں کیا۔ مصلح الدین صاحب، سات بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی ایس سی اور بی ٹی تھے۔ اُن کی جب سکول سے ریٹائرمنٹ ہوئی تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ میری ریٹائرمنٹ ہو گئی ہے اور میں تو وقفِ زندگی ہوں۔ حکم کا انتظار کر رہا ہوں، اب میں نے کیا کرنا ہے۔ تو کافی لمبا عرصہ جواب نہیں آیا۔ مصلح الدین صاحب ہوسٹل میں تھے، وہاں وظیفہ ملا کرتا تھا تو اس لئے کہ والد صاحب کے حالات تنگی کے ہوں گے، یہ ہوسٹل چھوڑ کر آ گئے اور اپنی جو وظیفہ کی رقم تھی، وہ گھر کے خرچ کے لئے چلاتے رہے اور وہاں اُس وقت بڑی تنگی سے گزارہ ہوتا رہا، پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔

یہ ایک واقعہ لکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ کسی جماعتی کام سے اسلام آباد گیا، تو میرا ایک دوست تھا، اُس کو میں عرصے سے نہیں ملا تھا، اُس کے پاس گیا۔ وہ باتوں میں پوچھنے لگا، آجکل تم نائب وکیل المال بھی ہو، جماعت کے حالات تو اب اچھے ہیں، تمہیں کیا الاؤنس ملتا ہے؟ کتنا ملتا ہے؟ مقصد اُس کے پوچھنے کا یہ تھا کہ اب تمہارا الاؤنس یا تنخواہ جو ہے زیادہ ہونی چاہئے۔ تو کہتے ہیں میں نے اُس کو کہا کہ مجھے جو کچھ ملتا ہے، اُس میں اتنی برکت ہے کہ تم جو گورنمنٹ سروس میں کام کر رہے ہو اور سیکرٹری لیول کے آدمی ہو، تمہیں بھی اُتنی برکت نہیں ہے۔ خیر کہتے ہیں، بحث کے بعد رات کو سو گئے۔ صبح اُٹھ کر تیار ہوئے دفتر جانے کے لئے۔ انہوں نے بھی سیکریٹریٹ میں کسی جماعتی کام میں جانا تھا، جا رہے تھے تو سڑک پر کھڑے ہو کر دوست نے کہا، ٹیکسی لے کر جاتے ہیں، انہوں نے کہا، ٹیکسی کا انتظار کیا کرنا ہے، اُتنی دیر ہم پیدل چلتے ہیں۔ سڑک پر چلتے جا رہے تھے تو ایک بڑی سی گاڑی آ کے رُکی جو فلیگ کار تھی اور جو دوست سرکاری افسر تھا، اُس کو گاڑی والے نے نہیں پوچھا اِن کو کہنے لگا کہ آپ فلاں جگہ سیکریٹریٹ میں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا کہ ہاں مجھے بڑا دل میں خیال آیا کہ آپ وہاں جانا چاہتے ہیں۔ آپ بیٹھیں۔ انہوں نے کہا یہ گاڑی کس کی ہے؟ کہا کہ یہ فلاں جنرل صاحب کی گاڑی ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں۔ تو خیر وہاں اندر گئے اور فلیگ کار تھی، گیٹ بھی کھل گیا، کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ تو انہوں نے اپنے دوست کو کہا، دیکھو اگر تم ٹیکسی میں جاتے تو پندرہ سولہ روپے تمہارے خرچ ہونے تھے۔ لیکن اس طرح واقفِ زندگی کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے کہ ایک فلیگ کار رُکی۔ نہ میں اس کو جانتا ہوں، نہ وہ مجھے جانتا ہے۔ اُس نے تمہیں نہیں پوچھا بلکہ مجھے پوچھا۔ اور میری وجہ سے اندر دفتر میں بھی چلے گئے۔ گیٹ پر جو نام لکھنا ہوتا تھا، یا بتانا پڑنا تھا، تعارف کرانا پڑنا تھا، وہ بھی نہیں ہوا اور ہم سیدھے اندر چلے گئے۔ تو یہ فضل ہیں جو واقفِ زندگی کے اوپر

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں اپنی ایک مبشر رؤیا کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا کہ ”میں نے دیکھا کہ جیسے سیاحوں کی بس ہوتی ہے، ویسی ہی کسی بس میں مَیں اور میرے کچھ ساتھی سفر کرتے ہوئے ایک دریا کو عبور کرنے والے ہیں۔ اب یہ جو بس کی حالت کا سفر ہے، یہ مجھے یاد نہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ بس پل کے پاس آ کر نیچے اُس کے دامن میں رُک گئی ہے۔ اور کوئی وجہ ہے کہ وہ بس خود آگے نہیں بڑھ سکتی۔ تو جیسے ایسے موقع پر مسافر اتر کر چہل قدمی شروع کر دیتے ہیں، اس طرح اس بس سے میں اُترا ہوں“ یعنی خلیفۃ المسیح الرابع اترے ہیں ”کچھ اور بھی مسافر اترے ہیں“۔ کہتے ہیں ”لیکن میرے ذہن میں اس وقت اور کوئی نہیں آ رہا مگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ مبارک مصلح الدین صاحب جو ہمارے واقفِ زندگی تحریکِ جدید کے کارکن ہیں، وہ ساتھ ہیں اور جیسے انتظار میں اور کوئی شغل نہ ہو تو انسان کہتا ہے کہ چلیں اب نہا ہی لیتے ہیں“۔ میں اور وہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ”میرے ذہن میں اُس وقت یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سا تیر کے واپس آ جائیں گے۔ لیکن مبارک مصلح الدین مجھ سے تھوڑے سے، دو ہاتھ آگے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ چلیں اب اسی طرح دریا پار کرتے ہیں۔ تو میرے ذہن میں یہ خیال ہے کہ دریا تو بھرپور بہہ رہا ہے، جیسے دریائے سندھ میں طغیانی کے وقت بہا کرتا ہے، اگرچہ کناروں سے چھلکا نہیں لیکن لبالب ہے اور بہت ہی بھرپور قوت کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں ہم یہ کر بھی سکیں گے کہ نہیں۔ تو مبارک مصلح الدین کہتے ہیں کہ نہیں ہم کر سکتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اگرچہ میں کوئی ایسا تیراک نہیں مگر تیراکی کی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چند ہاتھوں میں بڑے بڑے فاصلے طے ہونے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب میں مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ پچھلا کنارہ بہت دور رہ جاتا ہے اور پھر دو چار ہاتھ لگانے سے ہی وہ باقی دریا بھی عبور ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہم کنارے لگتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ مبارک مصلح الدین مجھے رؤیا میں اپنے آگے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کنارے لگتا ہوں تو پہلے میں لگتا ہوں پھر وہ لگتے ہیں۔ اور اس طرح ہم دوسری طرف پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ کس طرح یہاں سے باہر نکل کر دوسری طرف کنارے سے باہر کی عام دنیا میں اُبھریں“۔ تو پھر آپ فرماتے ہیں۔ ”یہ رؤیا یہاں ختم ہو گئی اور چونکہ یہ ایک ایسی رؤیا تھی جو عام طور پر دستور کے مطابق انسان کے ذہن میں آتی نہیں، اس لئے رؤیا ختم ہونے کے بعد میرے ذہن پر یہ بڑا بھاری اثر تھا کہ یہ ایک واضح پیغام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کسی نئی منزل فتح کرنے کی خوشخبری دے رہا ہے اور اگرچہ ایک حصہ اس کا ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوا کہ وہ ساتھی جو ہیں ان کو ہم کیوں پیچھے چھوڑ گئے اور ہم دو کیوں آگے نکل جاتے ہیں لیکن بہرحال ذہن پر یہ تأثر ضرور ہے کہ اس میں کوئی انذار نہیں تھا بلکہ خوشخبری تھی کہ دریا کی موجوں نے اگرچہ بس کو روک دیا ہے لیکن ہمارے سفر کی راہ میں حائل نہیں ہو سکیں“۔

(خطبہ جمعہ 12 جنوری 1990۔ بحوالہ خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 28 تا 30)

تو بہرحال یہ بابرکت رؤیا بھی تھی اس میں یہ بھی ساتھ تھے۔ اُنہوں نے اِن کو دیکھا، ان کے نام کے لحاظ سے بھی مبارک خواب ہے۔ جماعت کی ترقیات بھی اس میں ہیں۔

خود بھی کافی دعا گو، تہجد گزار، نیک تھے۔ غریبوں کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ بلکہ ان کے دفتر کے ایک آدمی نے لکھا کہ میرے سے غریبوں کو ہر سال رمضان میں کچھ راشن وغیرہ جنس وغیرہ دلوایا کرتے تھے اور کسی اور کو پتا نہیں ہوتا تھا۔ ویسے دفتری معاملات میں اصولی آدمی تھے لیکن طبیعت میں انکساری بھی تھی، عاجزی بھی تھی، غریب پروری بھی تھی۔ ان کے بچے اب اللہ کے فضل سے اچھے صاحبِ حیثیت ہیں، کمانے والے ہیں۔ اُن کی جو خدمتِ خلق کی نیکیاں ہیں انہیں جاری رکھیں۔ ان کی اپنی ایک بیٹی کو ڈاکٹر بنانے کی خواہش تھی لیکن وہ کہتی ہیں جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو ملنے گئے، تو انہوں نے کہا کہ لڑکیاں ڈاکٹر بن جائیں تو پھر بڑا مسئلہ ہوتا ہے، گھریلو کاموں میں مشکل پڑتی ہے۔ بس اتنی بات کی تھی تو انہوں نے ارادہ ترک کر دیا۔ پھر بعد میں خیر اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکی پر اس طرح فضل فرمایا کہ کینیڈا جا کے اُس کو پی ایچ ڈی کر کے ڈاکٹر بننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔

اب بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ یہاں بھی بچوں کو جو الاؤنس ملتا ہے حکومت کی طرف سے، اُس پر میاں بیوی کے جھگڑے ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے لینا ہے۔ وہ کہتی ہے میں نے لینا ہے۔ لیکن اِن کا ایک بچہ لکھتا ہے کہ میں نے اچھے نمبر لئے تو مجھے سکالرشپ ملا۔ تو مجھے میرے والد نے کہا کہ یہ سکالرشپ تمہیں ملا ہے، یہ تمہاری محنت کی وجہ سے ملا ہے۔ لیکن تمہاری جو پڑھائی کا خرچہ اور رہن سہن کا خرچہ ہے وہ میں پورا دوں گا۔ یہ تمہاری اپنی فیس ہے۔ اس پر میرا یا تمہارے گھر کا، کسی کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بچے مطالبے شروع کر دیں کہ ہمارا حق ہو گیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رقم جس اصل مقصد کے لئے ہو اس پر استعمال ہونی چاہئے۔

نوری صاحب نے لکھا ہے کہ 1985ء سے ان کو دل کی تکلیف تھی اور ایسے حالات آئے کہ لگتا تھا کہ اب زندگی ختم ہوئی، اب ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مختلف موقعوں پر ان کو موت کے منہ سے اس طرح نکالا کہ کہتے ہیں مختلف کانفرنسز میں، سیمینارز میں ان کا کیس مَیں بیان کرتا رہا ہوں اور یہ نشان بتاتا رہا ہوں۔ تو ڈاکٹر ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تمہارے مریض کے ساتھ یہ معجزہ ہوتا ہے۔ جب بنگلہ دیش گئے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اُس وقت بھی مجھے ان کی بڑی فکر تھی کہ خیریت سے واپس آ جائیں کیونکہ میں نے ان کو باوجود اس کے کہ یہ بیمار تھے بھیجا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ انہیں نہ صرف خیریت سے لایا بلکہ کئی سال ان کو زندگی بھی عطا فرمائی۔ اور نہ صرف زندگی بلکہ بڑی فعال زندگی انہوں نے گزاری۔

ان کے ساتھ کام کرنے والے ہمارے مربی سلسلہ ھبۃ الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ یومِ مسیح موعود کے موقع پر 20/مارچ کو جامعہ احمدیہ میں ان کی تقریر تھی تو پرنسپل صاحب جب ملنے آئے۔ پرنسپل صاحب نے بھی یہ لکھا تھا کہ چوہدری صاحب نے اشاروں سے کہا کہ میں نے تقریر تو تیار کی۔ کل میں صبح سات بجے سے بارہ بجے تک بیٹھا تقریر تیار کرتا رہا لیکن اب میں ہسپتال میں ہوں تقریر کر نہیں سکوں گا۔ تو بہرحال ہر چیز کی ان کو بڑی فکر رہتی تھی اور پہلے کام کیا کرتے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ دفتر وکالتِ مال میں تقریباً آٹھ سال کام کیا ہے۔ بہت کچھ ان سے سیکھا۔ ان کی ڈرافٹنگ وغیرہ بھی بڑی اچھی تھی۔ بجٹ کے بنانے میں ان کو بڑا ملکہ تھا اور بعض دفعہ رات گیارہ بارہ بجے تک دفتر میں کام ہوتا تھا لیکن یہ نہیں تھا کہ دوسروں پر چھوڑ دیا کہ کرو اور خود گھر چلے گئے۔ ساری ساری رات ساتھ بیٹھ کے کام کرواتے تھے۔ ان میں بڑا اخلاص اور وفا تھا۔ پہلے میں ان کے ماتحت تھا۔ جب ناظرِ اعلیٰ بنا ہوں تب بھی میں نے دیکھا اطاعت کا جذبہ بے انتہا تھا اور خلافت کے بعد تو پھر اخلاص و وفا ان میں بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی، نسلوں کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ نمازوں کے بعد میں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔

بقیہ: خطاب حضور انور

از صفحہ نمبر 2

تحت مخالفین کے خلاف کوئی بڑا قدم نہ اُٹھا سکے لیکن اتنے اخلاق ان میں بہرحال ہیں کہ یہ ہم سے ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھا لکھا طبقہ اور میڈیا بھی ہمارے سے ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہے۔ اور یہ لوگ ہمارے جلسہ میں شامل بھی ہو جاتے ہیں۔ پس ایک تو اس لحاظ سے ان کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے۔ دوسرے ملک سے محبت اور مخلوق سے محبت کے تقاضے پورا کرتے ہوئے انہیں آگاہ کریں کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت جماعت تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ کل یہی لوگ حکومت کے خلاف بھی کھڑے ہوں گے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ لوگ ملک کی بقا کے لئے بھی خطرہ ہیں۔ پس ہم تمہیں محبت کے جذبہ سے، حب الوطنی کے جذبہ سے کہتے ہیں کہ ان شدت پسندوں سے چھٹکارا پانے کی آج ہی ٹھوس منصوبہ بندی کر لو۔ باقی جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا، ہمارے لئے تو ہر مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور ہر مخالفت کے بعد احمدیت کی لہلہاتی فصل پہلے سے زیادہ خوبصورت رنگ میں بڑھتی ہے۔ مخالفین نے تو اپنے زعم میں ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ ہمارا جلسہ روکنے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ ہمیں مایوس کرنے کے لئے سب کچھ کیا۔ لیکن ان کو کیا پتہ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اُس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آخرین میں شمار کر کے بڑا اعزاز بخشا ہے۔ اُن برکات سے نوازا ہے جو اولین کو عطا ہوئیں۔ اُس دور میں سے گزارا ہے اور گزار رہا ہے جس میں سے گزر کر اوّلین اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنے۔ دین کی خاطر جان، مال اور وقت کی قربانی صرف آج احمدی ہی دے رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ جب تک ضرورت ہو گی، دیتے چلے جائیں گے۔ چاہے یہ قربانی بنگلہ دیش میں ہو یا دنیا کے کسی بھی خطہ اور ملک میں ہو۔

پس اے بنگلہ دیش کے احمدیو! مخالفینِ احمدیت کی یہ مذموم کوششیں نہ تمہیں خوفزدہ کرنے والی ہوں، نہ مایوس کرنے والی۔ مخالفت کی یہ آندھیاں تمہیں اونچا اڑانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے چل رہی ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھا لو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پہلے سے بڑھ کر عرفان حاصل کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں پہلے سے بڑھ کر فنا ہو جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت تمام دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر کرو کہ تمہارا یہ سب کچھ دنیا و آخرت سنوارنے والا بن جائے گا۔ تمہاری آج کی یہ قربانیاں بنگلہ دیش کی تاریخ کا حصہ بننے والی ہیں۔ مایوسی کو کبھی پاس نہ پھٹکنے دو۔ ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو آپ کے تمام نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ ملک کو نقصان پہنچانے والے مذہبی شدت پسندوں اور ملک کو نقصان پہنچانے والے دوسرے گروہوں کو ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے تاکہ ملک ترقی کے راستوں پر تیزی سے گامزن رہے۔ اہلِ وطن پر آپ کی وطن سے محبت اور آپ کے حقیقی مسلمان ہونے کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے۔ اور بنگلہ دیش میں احمدیت کی یہ دوسری صدی بے شمار کامیابیاں اور برکات لے کر آئے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو بھی جو دُور دُور سے اپنے جلسہ کے لئے آئے ہوئے ہیں، خیریت سے اپنے گھروں کو واپس لے جائے۔ اور اپنے اپنے علاقوں میں بھی احمدیت کے مخالفین کے حملوں سے اور اُن کے نقصانات سے محفوظ رکھے۔ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

بقیہ: رپورٹ دورہ سپین
از صفحہ نمبر 2

سے بھی وفانہیں کی گئی۔ نہ خلیفہ یا بادشاہ نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کیا، نہ ہی اُس کے خواص اور امراء جو تھے انہوں نے حق ادا کیا اور پھر ہر ایک نے اپنی اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنالی تھی۔ اور اس ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر مختلف بادشاہتیں قائم کرنے کی کوشش کی گئی اور جو نتیجہ پھر وہی نکلا جو ایسے خودغرضانہ کاموں کا نکلتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب مسیح محمدی جو خاتم الخلفاء ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافتِ راشدہ کے بعد حقیقی علمبردار ہیں، جن کے بعد پھر خلافت کا نظام جاری ہے، ان کے ماننے والوں کا کام ہے کہ اس کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ اس علاقے میں، اس ملک میں قائم کریں۔ بلکہ دنیا کو لَآ اِلٰـهَ اِلّا اللّٰـه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی حقیقت سے روشناس کروایا جائے، اُس کی حقیقت دنیا کو بتائی جائے۔

پس اس انعام سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا ہے، اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس مسجد کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرتے ہوئے اُس کی عبادت سے سجائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس علاقے میں اپنی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جگہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی باموقع ملی ہے۔ یہ مسجد بھی موٹروے سے نظر آتی ہے۔ بالکل موٹروے کے اوپر ہے لیکن شہر کی نئی آبادی میں بھی ہے۔ اچھے شرفاء کا علاقہ ہے۔ ہمسائے بھی اچھے اور شریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمسائیگی بھی اچھی عطا فرمائی ہے یہ بھی اُس کا بڑا احسان ہے۔ پس اس موقع سے ہمیں فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ مسجد بنا کر صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ سپین کے ایک اور شہر میں ہماری خوبصورت مسجد بن گئی۔ پس اپنی حالتوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی، اپنی عبادتوں پر بھی نظر رکھنی ہو گی۔ اپنی ذمہ داریوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔

مسجد کے بارہ میں چند کوائف پیش کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: مسجد کا مسقّف حصہ 1350 مربع فٹ ہے اور مسجد کی تعمیر پر تقریباً ایک اعشاریہ دوملین یورو خرچ ہوا ہے۔ یہاں نمازوں کے لئے مردوں اور عورتوں کے جو ہال ہیں کافی بڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مسجد کے ساتھ دو ملٹی پرپز (multi-purpose) ہال بھی ہیں اور کافی بڑے ہال ہیں۔ دیگر سہولیات بھی ہیں، سات دفاتر ہیں، ایک لائبریری ہے، ایک بُک سٹور ہے، کچن بڑا اچھا ہے، ایک بڑا اسٹور ہے، ٹیکنیکل روم ہے۔ پھر اسی طرح اس ساری عمارت کو ایر کنڈیشنڈ کیا گیا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ وضو وغیرہ کی سہولتیں بھی ہیں۔ پھر جب جگہ خریدی گئی تھی تو اس وقت یہاں ایک بنگلہ بھی بنا ہوا تھا۔ اب اس میں مزید تین کمروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ مسجد علاقے اور صوبے کے لوگوں کو اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے والی ثابت ہو اور ہم میں سے ہر احمدی جو یہاں اس علاقے میں رہنے والا ہے، کوشش کر کے اس کا حق ادا کرنے والا بنے۔

حضور انور نے فرمایا: اس مسجد کی تعمیر میں اکثر مدد تو مرکز کی طرف سے آئی تھی۔ جو ٹیکنیکل مدد ہے وہ بھی مرکز کی طرف سے ہی ہوئی اور چوہدری اعجاز صاحب ہمارے بزرگ انجینئر ہیں، انہوں نے بڑی محنت سے اس میں بہت سارے کام کروائے ہیں، بڑی تفصیل سے ہر چیز کا جائزہ لیا۔ جہاں جہاں زائد خرچ ہوتے تھے۔ وہاں کمیاں کیں، لیکن اُس کمی کی وجہ سے معیار پر کمپرومائز (compromise) نہیں کیا، کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی۔ وہ بیمار بھی ہیں، ہفتہ میں ایک دو دفعہ شاید ڈائلسز (Dialysis) بھی ہوتا ہے، گردے کی بیماری ہے لیکن بڑی ہمت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جزا دے۔ اور اُن کو صحت وتندرستی عطا فرمائے تا کہ آئندہ بھی وہ جماعت کے کام کرتے رہیں۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا)

حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا اور MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوا۔ یہ پہلا ایسا پروگرام اور خطبہ جمعہ تھا جو ویلنسیا کی سرزمین سے Live نشر ہوا۔

ویلنسیا جہاں سے مسلمان ہمیشہ کے لئے نکال دیئے گئے تھے اور اسلام کا نام اور پیغام مٹا دیا گیا تھا۔ آج خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت اسی جگہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے ذریعہ اسلام کی حسین تعلیم اور امن وسلامتی کا پیغام ساری دنیا میں پہنچا۔ یہ ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکمتیں بہت گہری ہیں۔ اس کے ارادوں اور بھیدوں کو کوئی نہیں جانتا۔ ہاں ہم یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اب اس علاقہ میں اسلام کا روشن سورج دوبارہ طلوع ہو چکا ہے جو انشاء اللہ العزیز اس سارے علاقے کو اپنے نور سے روشن کر دے گا۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج کے اس خطبہ جمعہ اور افتتاحی پروگرام میں سپین کی تمام جماعتوں سے احباب بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ اس مسجد کے افتتاحی پروگرام میں شمولیت کے لئے جرمنی، یوکے، فرانس، ناروے، بیلجیم، ہالینڈ، پرتگال اور امریکہ سے آنے والے وفود اور احباب بھی شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ویلنسیا میں ایک دوسری مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”ویلنسیا میں ہماری مسجد کے علاوہ ایک اور مسجد قائم ہے جس کا خرچ مصر اور سعودی عرب نے برداشت کیا تھا۔“

اللہ کے فضل سے یہاں کے اخبارات ”مسجد بیت الرحمٰن“ کو علاقہ کی بڑی مسجد قرار دے رہے ہیں۔ مسجد کے مردانہ اور زنانہ ہال میں 450 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد کے دونوں ملٹی پرپز ہالوں میں 285 لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح یہ کُل تعداد 735 بن جاتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں بعض ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر اڑھائی صد کی تعداد کا ذکر فرمایا تھا۔

آج جمعہ کے وقت بھی پرنٹ میڈیا کے نمائندگان آئے ہوئے تھے۔

(باقی آئندہ)

سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

(مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا (سپین) کے مبارک افتتاح کے موقع پر)

رُکی تھی نبض جو ہسپانیہ کی مدّت سے
وہ پھر سے چلنے لگی مسجدِ بشارت سے
یہ معجزۂ خلافت ہے دستِ قدرت سے
کہ جی اُٹھا ہو کوئی جیسے اپنی تربت سے
رہیں مطیعِ خلافت تو منزلیں ہیں قریب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

زمین جس پہ کہ اُترا تھا طارق ابنِ زیاد
بصد نیاز وہ کہتی ہے پھر مبارک باد
ملے گی پھر سے وہ اسلام کو بہ راہِ جہاد
جہاد وہ جو محبت کو کر دے پھر آباد
سپاہِ امن کا جرنیل آیا فتح نصیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

یہ کہتی جاتی تھی رفتہ کی غمزدہ تصویر
دِلوں کو فتح کہاں کرتی ہے کوئی شمشیر؟
جلا کے کشتیاں اب آئیں وہ وفا کے سفیر
رِہائی دیں جو بنا کے محبتوں کے اسیر
خدا نے بھیجا مسیحا زمانے بھر کا طبیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

جہاد اپنا تو تبلیغِ حق کے کام سے ہے
تمام حسن عبادت کے اہتمام سے ہے
بقائے احمدی توحید کے قیام سے ہے
حیات اپنی خلافت کے اِس نظام سے ہے
نَفَس نَفَس سے مخاطب ہے آسمانی خطیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

نشیبِ وقت بدل جائے گا فراز کے ساتھ
کریں جو مسجدیں آباد ہم نماز کے ساتھ
بنیں وہ مقتدی آقا کے صد نیاز کے ساتھ
ہلا دیں عرش جو سجدوں کے سوز و ساز کے ساتھ
دعائیں سنتا ہے اُس کی سبھی خدائے مجیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

(فاروق محمود۔لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے عظیم نشانات پر مشتمل

چالیس اجتماعات

تحریر: مکرم مولانا سید احمد علی صاحب سیالکوٹی (مرحوم)

قسط نمبر 2

20۔تمام مذاہب اور اسلامی فرقوں کا اجتماع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے 73 فرقوں میں منقسم ہونے کی خبر میں صرف ایک کو جنتی اور باقی 72 کو دوزخی کہہ کر اس گروہ کو "جماعت" قرار دیا جن میں خدا کا الہام کے ذریعہ مبعوث کردہ امام ہوگا۔ جس طرح حضرت ابراہیم کو اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرۃ: 125) امام ہونا بتایا گیا۔ اور صحیح بخاری میں بھی "تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِمَامَهُمْ" فرما کر صحابہ کو امام والی جماعت سے وابستگی کا حکم فرمایا اور اگر امام خدائی نہ ہو تو سب کو ان فرقوں سے علیحدہ رہنے کا حکم فرمایا: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا۔"

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذالم تکن جماعة حدیث نمبر 7084)

سو خدا نے تمام مذاہب کو اسلام کے ذریعہ اور تمام مسلمان فرقوں کو امام مہدی کے ذریعہ ایک جگہ متحد کرنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی، مسیح موعود بنا کر کھڑا کیا جنہوں نے مبعوث ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

سو خدا کے فضل سے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے سعید فطرت اصحاب نکل کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور فرقہ بندی کو چھوڑ کر "اَلْجَمَاعَة" سے وابستہ ہوگئے اور غیر مذاہب یعنی ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ میں سے بھی لاکھوں احمدی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ایک اور فرقہ بنا دیا حالانکہ 72 فرقے تو پہلے بن چکے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کی جماعت بنائی اور ان کو صحیح دینی تعلیم پر عامل بنا دیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان اجتماع ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 129)

21۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف فتویٰ میں اجتماع

خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی ہے کہ اس کے ہر مامور کی علمائے وقت شدید مخالفت کرتے، کفر کے فتوے لگاتے اور اس کو ناکام کرنے کی ہر طرح کی انفرادی اور اجتماعی کوششیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ (الفرقان :32)۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے وقت مجرم قسم کے لوگوں کو ان کا دشمن بنایا تا کہ وہ دیکھیں کہ نبی کامیاب ہوتا ہے یا مخالفین۔ چنانچہ یہودی علماء نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہا کہ "وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔" (یوحنا باب 7 آیت 12) اور کہا: "کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں۔" (یوحنا باب 10 آیت 33)۔ اس لئے بزرگان سلف نے امام مہدی کی مخالفت اور ان پر کفر کے فتوے لگائے جانے کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ مثلاً:

1۔حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے۔

(الفتوحات المکیہ از محی الدین ابن عربی، الباب السادس والستون وثلاثمائة فی معرفة منزل وزراء المهدی الظاهر فی آخر الزمان...... جلد 3 صفحہ 327 دار احیاء التراث العربی بیروت طبع اول)

2۔حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے۔

(مکتوبات امام ربانی مترجم قاضی عالم الدین نقشبندی، جلد دوم دفتر دوم مکتوب نمبر 55 جلد 3 صفحہ 193 اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

3۔نواب صدیق حسن خان نے۔

(آثار القیامة فی حجج الکرامة از نواب محمد صدیق حسن خان صفحہ 363 باب چہارم در بیان اشراط عظیمه...... فصل در ذکر نام ونسب...... وصل پنجم واما سیرت وی ... مطبع شاہجہانی بھوپال)

(اقتراب الساعة از نواب محمد صدیق حسن خان صفحہ 95 مطبع مفید عام دہلی 1301 ہجری)

4۔ پیر عبدالقیوم مجددی نے السیف الصارم صفحہ 97 مطبع نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر 1349 ہجری میں خبر دی۔

نواب محمد صدیق حسن خان صاحب کی عبارت فارسی کا خلاصہ یہ ہے:

جب امام مہدی علیہ السلام سنت نبوی کے احیاء اور بدعت کے مٹانے کے لئے مقابلہ کریں گے تو علماء وقت کو اپنے فقہاء کی تقلید اور آباء و مشائخ کی اقتداء کے عادی ہوں گے ان کی مخالفت پر کھڑے ہو جائیں گے اور اپنی عادت کے مطابق ان کے کفر اور گمراہ ہونے کے فتوے لگائیں گے۔

سو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اعلان پر کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا ان کے رنگ میں مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد آخر الزمان مَیں ہوں تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہندوستان کے 200 علماء سے آپ کے خلاف فتویٰ کفر لے کر شائع کر دیا۔ مگر آج ایک سو تیس سال سے اوپر گزر جانے کے باوجود علماء ناکام و نامراد رہے اور خدا تعالیٰ نے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشن قائم کر کے ثابت کر دیا کہ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے جو سب مذاہب کی کوشش اور مولویوں کے فتووں کے باوجود مٹایا نہیں جا سکا اور نہ مٹے گا۔

کیا یہ اجتماع عظیم صداقت احمدیت کا روشن نشان نہیں؟

22۔بڑی طاقتوں کا فتویٰ کفر پر اجتماع

حضرت موسیٰ جب خدائی حکم سے کھڑے ہوئے تو حکومت مصر کے جابر حکمران بادشاہ فرعون نے اعلان کیا :وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (الشعراء:20) اے موسیٰ! تو اور تیرے سب ماننے والے شاہی حکم کے مطابق کافر ہیں۔ مگر کیا وہ مفتی کامیاب ہوئے؟ نہیں۔ بلکہ خدا نے موسیٰ کو ہی ہر طرح کامیاب فرمایا۔

جب علماء اسلام کے فتووں سے جماعت احمدیہ کو ناکام نہ کیا جا سکا تو وہ حاکم وقت کے پاؤں میں گرے تا کہ حکومتی فتووں سے اس جماعت کو ختم کیا جا سکے۔ جس نے 7/ستمبر 1974ء کو اپنے ارکان اسمبلی اور علماء کے ذریعہ یہ فیصلہ صادر کیا کہ:

"ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا خود کو کسی بھی صورت میں نبی یا مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہو یا ایسے کسی کاذب نبی کو مانتا ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔"

(روزنامہ نوائے وقت 8 ستمبر 1974ء صفحہ 1)

مگر یہ کسی نے نہ سوچا کہ مسلمانوں کے تمام وہ فرقے جو ایک نبی حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتے ہیں اس آئین کی رو سے وہ سب کے سب غیر مسلم ہوگئے۔

مولانا تاج محمود صاحب مدیر 'لولاک' فیصل آباد نے اس آئین کے بانیان اور حکومت کے بارہ میں بانگ دہل یہ اعلان شائع کیا کہ:

"بالآخر 7/ستمبر کو اس وقت کی فاسق و فاجر حکومت نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔"

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد، آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس، 6/نومبر 1983ء صفحہ 8 کالم 3)

کیا یہ اجتماع بھی صداقت احمدیت کا نشان نہیں کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود جماعت احمدیہ ترقی کر کے کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

(ضمیمہ تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 507)

23۔حدیث نبوی پر اجتماع کا اعتراف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح لفظوں میں فرمایا تھا کہ میری اُمت کے بھی یہودیوں کی طرح بہت سے فرقے ہو جائیں گے۔ یہودیوں کے تو 72 فرقے ہوئے تھے مگر میری اُمت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے صرف ایک جنتی اور 72 دوزخی فرقے ہوں گے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی صفحہ 30 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حدیث مشکوٰۃ کی شرح لکھتے ہوئے حضرت مُلّا علی بن سلطان محمد قاریؒ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں اُس جنتی جماعت کا نام بھی صاف لفظوں میں تحریر فرما دیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

"فتلک اثنان و سبعون فرقة۔ کلهم فی النار۔ والفرقة الناجیة هم اهل السنة البیضاء المحمدیة والطریقة النَّقِیَّة الْاَحْمَدِیَّة۔"

(مرقاۃ المفاتیح جلد اول صفحہ 381 کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی شرح حدیث 171 دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

کہ بموجب حدیث 72 فرقے سب کے سب دوزخی ہیں اور گروہ ناجیہ (جس کو اسی حدیث میں "وَهِیَ اَلْجَمَاعَة" فرمایا ہے) وہ محمدی سنت بیضاء اور اعلیٰ طریقہ احمدیہ والے ہیں۔

اس کے بعد پاکستان کی حکومت کی اسمبلی نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا کہ اس نے 72 فرقوں کو الگ کر کے ناجیہ گروہ کا یوں اعلان کر دیا کہ 7/ستمبر 1974ء کو جو فیصلہ ہوا ہے "اسلامی تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی ایک مسئلہ پر بھی اجماع اُمت نہیں ہوا۔"

وہ فیصلہ اسمبلی کا کیا ہے خوب توجہ سے پڑھیے:

" قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی 72 فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔"

(نوائے وقت لاہور۔ 6/اکتوبر 1974ء۔ صفحہ 1)

غور کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا پورا ہونا یہاں کیسے واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک جنتی کون ہے اور 72 دوزخی کون؟ اور حضرت ملّا علی قاریؒ نے اسی حدیث کی شرح میں ناجی جماعت کو "احمدیہ" نام سے کھول کر بتا دیا ہے۔ کیا یہ عظیم الشان اجتماع احمدی جماعت کی صداقت کا روشن نشان نہیں؟ کیونکہ حدیث میں ایک کو دوزخی نہیں فرمایا اور نہ 72 فرقوں کو جنتی فرمایا گیا ہے۔ پس سوچو اور غور کرو۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:82)

24۔اہل مشرق واہل مغرب کا جمع ہونا

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِذَا قَامَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ اَهْلَ الْمَشْرِقِ وَاَهْلَ الْمَغْرِبِ فَيَجْتَمِعُوْنَ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيْفِ۔"

(جامع المودۃ الجزء الثالث صفحہ 90 از علامہ شیخ سلمان بن شیخ ابراہیم۔ طبع بیروت)

کہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امام مہدی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اہل مشرق اور اہل مغرب کو جمع کر دے گا اور وہ اس طرح جمع ہوں گے جس طرح فصل خریف میں اسباب کے جمع کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ کی بنیاد 1891ء میں رکھنے سے اب تک قادیان، ربوہ، لندن، جرمنی، کینیڈا وغیرہ مقامات پر دور دور کے ممالک سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ سو یہ بھی ایک اجتماع ہے جو صاحب بصیرت اصحاب کی آنکھیں کھولنے والا ہے۔

25۔حوادث وآفات اور عذابوں کا اجتماع

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قانون ہے کہ جب اکثریت بگڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کی ہدایت کا سامان اپنے مامور کے ذریعہ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (الصّٰفّٰت:72-73)۔ اور جب نبی و مامور کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت ہو جانے پر بھی لوگ حق کو قبول نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ طرح طرح کے عذاب نازل کرتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)۔ کہ ہم بغیر نبی کے بھیجے کے عذاب نہیں دیتے۔ سو اسی سنت الٰہیہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر جنگوں کی شکل میں طرح طرح کے عذاب آئے اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اتمام حجت ہونے پر بھی خدا کی طرف سے طرح طرح کے عذاب آنا شروع ہوئے اور بزرگان سلف نے بھی لکھ رکھا تھا کہ:

"کثرت مال وزوال جبال و وقوع خسف ومسخ وقذف وزلازل و قتال و ریح حمراء ورفع حجر اسود و ظهور کوکب دنباله دار وکثرت

موت ......وحوادث وفسادات۔‘‘

(آثار القیامۃ فی حجج الکرامۃ از نواب محمد صدیق حسن خان صفحہ 342 باب چہارم درمیان اشراط عظیمہ...... مطبع شاہجہانی بھوپال)

کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو کثرت اموال، پہاڑوں کا زوال، وقوع خسف اور مسخ، پاکدامنوں پر اتہام، زلزلے، جنگیں، سرخ ہوا، حجر اسود کا اٹھایا جانا، ستاروں اور دُمدار ستارہ کا ظہور، بکثرت اموات اور طرح طرح کے حوادث اور فساد برپا ہوں گے۔

ان نشانات کے وقوع کے لئے جناب وقار انبالوی صاحب کی یہ رُباعی پڑھ لیں۔

کبھی حادثہ بن گیا قہر، بس پر
کہیں آفتِ ناگہاں ایکسپریس پر
یہ ماتم یہ مرگِ مفاجات یا ربّ
اٹھا رکھے قسمت نے کیوں اس برس پر؟

(نوائے وقت لاہور۔ یکم مئی 1979ء۔صفحہ 3 کالم آخر)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہوجانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔ اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا(بنی اسرائیل:16)۔پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔اے غافلو! تلاش تو کرو۔شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو...... اب تم خود سوچ کر دیکھ لو کہ کیا یہ غیر معمولی عذاب نہیں جو تم کئی سال سے بھگت رہے ہو۔تم وہ مصیبتیں دیکھ رہے ہو جن کا تمہارے باپ دادوں نے نام بھی نہیں سنا تھا اور جن کی ہزاروں برس تک اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 400-401)

پس طرح طرح کی آفات و بلیات اور عذابوں کا اکٹھے ہوجانا، کیا یہ اجتماع حق وصداقت کی پہچان کے لئے روشن نشان نہیں؟

26۔ جماعت احمدیہ میں جلسوں کا اجتماع

جماعت احمدیہ میں نہ صرف جگہ جگہ سالانہ جلسے ہوتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ سیرت النبیصلی اللہ علیہ وسلم، یوم پیشوایان مذاہب، یوم مسیح موعودؑ، یوم قدرت ثانیہ، یوم مصلح موعودؓ، تحریک جدید، وقف جدید، مجلس مشاورت، مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس لجنہ اماء اللہ، مجلس اطفال الاحمدیہ اور مجلس ناصرات الاحمدیہ وغیرہ کے جلسے ہر جگہ کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی سب اجتماع ہیں اور صداقت احمدیت کا زندہ اور روشن نشان ہیں۔

27۔ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ

(التکویر:8)

قرآن کریم کی یہ بھی پیشگوئی ہے کہ نفوس کو ملایا جائے گا۔ یہ پیشگوئی بھی کتنی اعلیٰ شان کے ساتھ اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہے کہ حصول علوم، کاروبار اور تجارت اور تجارب اور سیر وسیاحت کے لئے ہر ملک کے لوگ دوسرے ممالک میں جاتے اور ملتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8)۔بھی میرے ہی لئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 49 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

28۔ تمام ادیان پر دلائل کا اجتماع اور اسلام کا غلبہ

قرآن کریم کی سورۃ البراءۃ، الفتح آخر اور الصّف کی آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (الصف:10)۔کی تفسیر میں حدیث نبوی کو تمام گزشتہ مفسرین نے لکھا ہے کہ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ اور قرآن کریم کی اشاعت دنیا میں امام مہدی مسیح موعود کے وقت ہوگی۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الانسان الفصل الاول صفحہ 481 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(تفسیر البیضاوی جلد 2 صفحہ 490 تفسیر سورۃ الصّف زیر آیت ھو الذی ارسل رسولہ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

(جامع البیان از علامہ ابن جریر طبری جلد 28 صفحہ 100 تفسیر سورۃ الصف زیر آیت ھو الذی ارسل رسولہ...... داراحیاء بیروت 2001ء)

(ترجمہ اردو تفسیر حسینی مسمّٰی بہ تفسیر قادری جلد اول صفحہ 389 تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت 33 مطبع منشی نول کشور لکھنؤ)

(تفسیر الجلالین ...... صفحہ 156 تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت 33 مطبع نظامی دہلی)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ذریعہ آج 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو چکے ہیں اور 100 سے زائد زبانوں میں منتخب آیات قرآن کریم اور منتخب احادیث کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ اور 198 ممالک میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکیں اور مسلم ٹی وی احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام دنیا میں امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ وعیدین وتقاریر اور درس قرآن سنائے جاتے ہیں اور آٹھ زبانوں میں ان کا ترجمہ بھی ساتھ کے ساتھ سنایا جاتا ہے۔کسی اور مذہب کا اس طرح کثرت سے پرچار اور اس کی آواز دنیا میں نہیں پہنچتی جس کے نتیجہ میں لاکھوں عیسائی وغیرہ دین حق کو قبول کر چکے اور ہر سال قبول کرتے ہیں۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

’’پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان کو جمع کیا جائے گا اور ایک دین کو غالب کیا جائے گا۔ یہ بھی مسیح موعود کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (الصف:10) مفسروں نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود ہی کے وقت میں ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 50 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس حقیقت کا اظہار بلکہ اعتراف واقرار ایک مخالف کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ ہفت روزہ ’’اہل حدیث‘‘ لاہور نے 11؍ستمبر 1992ء صفحہ نمبر 11 پر لکھا کہ:

’’15؍اگست 1992ء کو روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ آخر پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا ......قادیانی ......بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔شورش اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب وروز مصروف ہیں۔ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔تبلیغ کے نام پر دنیا بھر میں وہ اپنے جال پھیلا چکے ہیں اور ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قُوت لایمُوت پر قانع ہوکر افریقہ کے تپتے صحراؤں میں، یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں، آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔‘‘

(’’اہل حدیث۔‘‘ لاہور 11؍ستمبر 1992ء صفحہ 11)

پھر لکھا کہ:

’’روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعہ چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیا۔ ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے تو حج کی پوری کیفیات اور حرکات وسکنات سیارے کے ذریعہ بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں میں بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب سیارے کے ذریعہ دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔‘‘

(’’اہل حدیث۔‘‘ لاہور 11؍ستمبر 1992ء صفحہ 11)

والفضل ما شھدت بہ الأعداء۔

29۔ تبلیغ کے ذرائع اور اسباب کا اجتماع

خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی، مسیح موعود کے کارناموں میں ساری دنیا میں اشاعت اسلام اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کے پہنچانے اور ’’مسلماں را مسلماں باز کردند‘‘۔یعنی نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانا اور کسر صلیب کا فریضہ ادا کرنے کے علاوہ تمام مذاہب تک اسلام کی خوبیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عُلوّ شان وافضلیت کو ثابت کرنا وغیرہ فرائض شامل فرمائے تو اس کے لئے اسی خدا نے تبلیغ کے سارے ذرائع اور اسباب کو بھی ایسے جمع کر دیا کہ دنیا ایک شہر کی طرح باہم مل سکتی ہے۔

اس اجتماع کا ذکر حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیں:

’’کسوف وخسوف کا اجتماع ہوا۔ یہ بھی میرا ہی نشان تھا اور وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔(التکویر:8) بھی میرے ہی لئے ہیں اور وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ: 4) بھی ایک جمع ہے کیونکہ اوّل اور آخر کو ملایا گیا ہے۔اور یہ عظیم الشان جمع ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض کی زندگی پر دلیل اور گواہ ہے۔اور پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دُخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی۔جس کے لئے فرمایا گیا تھا۔اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ(المائدہ:4)۔اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپؐ کا دوسرا زمانہ ہے، جبکہ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ(الجمعۃ:4) کا وقت آنے والا ہے۔اور وہ وقت اب ہے۔یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح پر ملایا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے۔اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان کو جمع کیا جائے گا اور ایک دین کو غالب کیا جائے گا۔ یہ بھی مسیح موعود کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (الصف:10) مفسروں نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود ہی کے وقت میں ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 50-49 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

30۔ مسیح موعودؑ میں دو بیماریوں کا اجتماع

حدیث نبوی میں ہے کہ جب مسیح موعود آئیں گے تو

’’بَیْنَ مَهْزُوْدَتَیْنِ اَیْ حَالَ کَوْنِ عِیْسٰیؑ بَیْنَهُمَا بِمَعْنَی لَابِسِ حُلَیْتَیْنِ مَصْبُوْغَتَیْنِ۔‘‘

(مشکوٰۃ المصابیح باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال الفصل الاول، صفحہ 473 حاشیہ نمبر 12 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

دو زرد چادریں پہنے ہوں گے۔

اور تعطیر الانام میں لکھا ہے کہ زرد لباس دو بیماریاں ہیں۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام از عبدالغنی نابلسی جلد اول صفحہ 103 الباب التاسع والعشرون فی الکساوی ...... دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت)

جو مسیح موعود کے لاحق ہوں گی۔ سو اس اجتماع کا ذکر حضور کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کریں، فرماتے ہیں:

’’مَیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں۔ احادیث میں میرے جسمانی علامات میں سے یہ دو علامتیں بھی لکھی گئی ہیں کیونکہ زرد رنگ چادر سے بیماری مراد ہے۔ اور جیسا کہ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دورانِ سر ہے جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت مَیں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہوجاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہوجاتی ہے۔اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھ کو ہر روزہ پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔سو یہ زرد رنگ کی دو چادریں ہیں جو میرے حصہ میں آگئی ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 373)

پس بموجب ارشاد نبویؐ یہ بھی مسیح موعود میں ایک اجتماع ہے۔

31۔ جماعت احمدیہ کے خلاف تمام مسلمانوں اور دیگر مذاہب کا اجتماع

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے سب فرقے متفق ہوگئے تھے تاکہ آپ کے مشن کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں۔ بعینہٖ مسلمانوں کے سب فرقے عیسائی اور آریہ، ہندو، نیچری اور دہریہ تک احمدی جماعت کے خلاف ہر موقع پر اکٹھے ہوکر اس جماعت کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے۔یقین نہ آئے تو ذیل کے بیانات پڑھ لیں:

1۔ اخبار ’’زمیندار‘‘ لاہور نے ’’قادیان نمبر‘‘ 4؍مارچ 1933ء میں زیر عنوان ’’یزیدیت اپنی تمام طاغوتی طاقتوں کے ساتھ قادیان سے سر نکال رہی ہے۔‘‘ تمام دنیا کے لوگوں سے یہ التجا کی کہ:

’’اگر زمیندار یزیدیت کے خلاف جہاد کر رہا ہے تو زمیندار کے لئے قربانی کرو۔ اگر (عیسائی اخبار) نور افشاں یزیدیت کے خلاف جہاد کر رہا ہے تو نور افشاں کی امداد کرو۔ اگر آریہ مسافر یزیدیت کے خلاف برسر جنگ ہے تو اس بارہ میں آریہ مسافر کا ساتھ دو۔ قادیانیت کے مقابلہ میں ہندو، مسلم اور

عیسائی کا سوال فضول ہے…… جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے مخلوق خدا کو متحد ہو کر جنگ کرنی چاہئے۔‘‘

(اخبار زمیندار’’ قادیان نمبر‘‘ 4؍مارچ 1933ء)

2۔ آریہ مسافر لاہور کے ’’مرزائی نمبر‘‘ 25؍نومبر 1934ء میں زیر عنوان ’’مرزائی نہ بن‘‘ پریم نام آریہ نے لکھا:

’’ آریہ بن ، ہندو بن ،خواہ مسلم و عیسائی بن
گر تجھے ایمان پیار اہے تو مرزائی نہ بن‘‘
’’ایک مسلم سے یہ کل کہتے تھے مولانا عزیز
دہریہ بن ،نیچری بن لیک مرزائی نہ بن‘‘

3۔ مولانا محمد داؤد غزنوی ،جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ہند نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یکم فروری 1946ء کو خط میں لکھا کہ:

’’مجلس احرار تو ہر اس شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے جس نے فتنۂ مرزائیت کے استیصال کے لئے کچھ بھی خدمت سرانجام دی ہے۔‘‘

(اخبار اہل حدیث امرتسر۔14؍فروری 1946ء)

4۔ مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی صاحب نے لکھا کہ:

’’احمدی لوگ کافر ہیں ۔مسلمانوں کا ،ہندوؤں اور عیسائیوں سے اتفاق ہوسکتا ہے وہ ان سے اچھے ہیں۔ یہ سب کافر ہیں اور ان کے کفر کی وجہ بھی دریافت کرنے والا کافر ہے۔‘‘

(اخبار وکیل امرتسر۔3؍مئی 1923ء)

5۔’’ قادیان میں احرار کانفرنس‘‘ 1934ء کے عنوان سے لکھا ہے کہ:

’’احراریوں نے قادیان میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی ۔ان کے اس اقدام سے وہاں کے قصر خلافت کی دیواریں لرز گئیں۔ قادیانی فرط کرب سے چیخ اٹھے …… …… ۔یہ حقیقت ہے کہ قادیان کے خلاف مسلمانوں کی یہ متحدہ مہم تھی۔‘‘

(سردار کاہن صفحہ 14)

یہ بھی ایک اجتماع تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے بھی یہی کہا تھا وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا۔ (سورۃ النساء: 52) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں سے یہ نہ ماننے والے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ان تمام احراری کاوشوں کا نتیجہ:

صدر مجلس احرار اسلام پاکستان (لائلپور) مولانا عبیداللہ احرار کے قلم سے ان کی سو سال سے زائد عرصہ کی کوششوں کا نتیجہ بھی ملاحظہ فرمالیں ۔ موصوف روزنامہ ’’سعادت‘‘ لائیلپور میں 12؍ستمبر 1972ء کو لکھتے ہیں۔

’’جماعت احمدیہ نے جس طرح خود کو منظّم و مستحکم کر رکھا ہے ان کے مقابلہ میں مجلس احرار یا کوئی اور جماعت اس قدر منظّم اور متحد نہیں ۔ جماعت احمدیہ سیاسی ،اقتصادی، معاشرتی اور عسکری لحاظ سے طاقتور جماعت ہے۔ پاکستان کے اندر اور پاکستان کے باہر اس کی تنظیم کا ایک مضبوط نظام قائم ہے۔اس جماعت کا ہر فرد اپنے عقیدہ اور عمل میں راسخ ہے۔ فنڈز کے لئے اسے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ایک نظام کے تحت از خود ان کے فنڈز میں روپیہ جمع ہوتا ہے ،ایک منصوبہ کے تحت خرچ کیا جاتا ہے ۔ جماعت کے پسماندہ افراد کی ہر طرح امداد اور اعانت کی جاتی ہے۔ مقابلۃً مجلس احرار اور دیگر دینی جماعتیں ہمیشہ فنڈ نہ ہونے کا شکوہ کرتی ہیں اور فنڈز کی کمی کے باعث وہ کماحقہ خدمات سرانجام نہیں دے سکتیں۔ جماعت احمدیہ میں اتحاد، تنظیم اور ایک دوسرے کے لئے ایثار کا جذبہ ہے لیکن ہمارے ہاں تنظیم و اتحاد جیسی کوئی شئی بھی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں خلوص اور عمل کا فقدان ہے ۔اس وقت پاکستان کا ہر فرد یہ محسوس کر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک زبردست طاقت بن چکی ہے۔‘‘

(مجلس احرار اسلام پاکستان کی تبلیغی سرگرمیاں اور اس کا اجمالی خاکہ صفحہ 11 منجانب مولانا عبیداللہ احرار۔ صدر مجلس احرار پاکستان لائل پور)

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

(ضمیمہ تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 507)

32۔ اسلام کے مخالف مذہبی لیڈروں کو دعوتِ حق

جب خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کو احیاء اسلام کے لئے مامور کیا تو اس وقت زمانہ کی حالت کا نقشہ مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی کی قلم سے لکھا ہوا ملاحظہ کریں۔ ندوی صاحب لکھتے ہیں:

حالت زمانہ:

’’انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں اس لحاظ سے امتیاز رکھتی ہے کہ اسلامی ممالک میں دماغی بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی ۔ ہندوستان اس بے چینی و کشمکش کا خاص میدان تھا۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب اول فصل اول صفحہ 15 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

انتظار مامور:

’’مسلمانوں پر عام طور پر یاس و ناامیدی اور حالات و ماحول سے شکست خوردگی کا غلبہ تھا۔ ……عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤیّد من اللہ کی آمد کی منتظر تھی ۔کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب اول فصل اول صفحہ 17 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

براہین احمدیہ کا اعلان:

’’یہ دور مذہبی مناظروں کا دور تھا ……عیسائی پادری مذہب مسیحیت کی تبلیغ و دعوت اور دین اسلام کی تردید میں سرگرم تھے ۔حکومت وقت جس کا سرکاری مذہب مسیحیت تھا ان کی پشت پناہ اور سرپرست تھی۔ وہ ہندوستان کو یسوع مسیح کا عطیہ اور انعام سمجھتی تھی۔ دوسری طرف آریہ سماجی مبلغ جوش و خروش سے اسلام کی تردید کر رہے تھے ……مرزا صاحب …… نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا جس میں اسلام کی صداقت ،قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بدلائل عقلی ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت مسیحیت ،سناتن دھرم ،آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہوگی ۔انہوں نے اس کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز کیا۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب دوم فصل اول صفحہ 45-46 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

دعوت عام:

’’مصنّف نے اس کتاب کے ساتھ ایک اعلان بڑی تعداد میں اُردو اور انگریزی میں شائع کیا اور اس کو سلاطین، وزراء، پادری صاحبان اور پنڈتوں کے پاس بھیجا جس میں انہوں نے پہلی مرتبہ اس کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں اور وہ تمام اہل مذاہب کو مطمئن کرنے کے لئے تیار ہیں۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب دوم فصل اول صفحہ 47 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

چیلنج:

’’انہوں نے چیلنج کیا کہ اس کتاب کی کوئی نظیر پیش کی جائے اور کسی مذہب کے نمائندے اپنے دین کی صداقت کے لئے اُسی تعداد میں یا اس سے کم تعداد میں دلائل پیش کریں……یا…… ہمارے ہی دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں ……مَیں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار پر قبض و دخل دے دوں گا۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب دوم فصل اول صفحہ 49-50 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

کتاب براہین احمدیہ کا اثر:

ندوی صاحب خود ہی اعتراف کرتے ہیں کہ:

’’ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پُر جوش استقبال کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت صحیح وقت پر شائع ہوئی تھی۔ ……اس کتاب کے خاص معرفین اور پُر جوش تائید کرنے والوں میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔انہوں نے اپنے رسالہ ’’اشاعۃ السنۃ‘‘ میں اس پر ایک طویل تبصرہ یا تقریظ لکھی جو رسالہ کے چھ نمبروں میں شائع ہوئی ہے۔اس میں کتاب کو بڑے شاندار الفاظ میں سراہا گیا ہے اور اس کو عصر حاضر کا ایک علمی کارنامہ اور تصنیفی شاہکار قرار دیا گیا۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب دوم فصل اول صفحہ 59 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

مخالفین اسلام پر اثر:

’’پھر مکرم مولانا ابوالحسن صاحب ندوی لکھتے ہیں کہ:

’’براہین احمدیہ کی اشاعت نے ملک کے مذہبی حلقہ میں ایک غیر معمولی تموّج پیدا کر دیا۔مسلمانوں نے عام طور پر مصنف براہین کا ایک مجدد ذی شان کے طور پر خیر مقدم کیا اور مخالفین اسلام کے کیمپ میں بھی اس گولہ باری سے ایک ہلچل مچ گئی۔‘‘

(قادیانیت از سید ابوالحسن علی ندوی باب دوم فصل اول صفحہ 61 مکتبہ دینیات لاہور 1959ء)

کیا براہین احمدیہ میں تمام مذاہب کو جو اسلام کے مخالف ہیں مقابلہ کے لئے بلانا اور ایسے دلائل اپنے اپنے مذہب کی صداقت کے پیش کرنے پر یا ہمارے دلائل کے توڑنے پر دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج دینا اسلام کی حقانیت پر اجتماع عظیم نہیں؟ مگر ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 224)

33۔ بے شمار نشانات کا اجتماع

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:27-28) یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور رہنمائی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا نے بے شمار نشانوں اور قبل از وقت ہونے والے امور سے آگاہ فرمایا جیسا کہ فرماتے ہیں:

1۔’’ پیشگوئیاں چھ صورتوں سے باہر نہیں ہوتیں ۔ (1) یا اپنی ذات کے متعلق (2) یا اپنی بیوی کے متعلق (3) یا اپنی اولاد کے متعلق (4) یا اپنے دوستوں کے متعلق (5) یا اپنے دشمنوں کے متعلق (6) یا دنیا کی اور کسی چیز یا انسان کے متعلق ۔سو یہ تمام قسموں کی پیشگوئیاں کتاب براہین احمدیہ اور اشتہار 20؍فروری 1886ء اور حاشیہ متعلقہ صفحہ 2 ،اشتہار 20؍فروری 1886ء مندرجہ آئینہ کمالات اسلام اور ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ 58 اور رسالہ انجام آتھم صفحہ 282 اور ازالۂ اوہام میں درج ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 151)

2۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 332)

3۔ اور فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 524 مطبوعہ ربوہ)

سچ ہے ؎

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 80)

کیا یہ نشانات کا اجتماع غیر معمولی طور پر صداقت کا نشان نہیں؟

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0092 47 6212515
0044 20 3609 4712

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ سپین 2013ء

مسجد بشارت پیدروآباد کی تعمیر کے قریباً 32 سال بعد ویلنسیا (Valencia) کے مقام پر خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جانے والی جماعت احمدیہ کی دوسری مسجد ''مسجد بیت الرحمان'' کے افتتاح اور اہل سپین کو اسلام کی خوبصورت اور پُر امن تعلیم کا پیغام دینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تیسرا مبارک اور للّٰہی سفر۔ ویلنسیا میں ورود مسعود۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے ساتھ افتتاح۔

(ویلنسیا (سپین) میں حضور انور کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

26؍مارچ 2013ء بروز منگل

آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور خصوصاً جماعت احمدیہ سپین (Spain) کی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل اور مبارک دن ہے۔ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت پیدروآباد کی تعمیر کے قریباً 32 سال بعد ویلنسیا (Valencia) کے مقام پر خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جانے والی، جماعت احمدیہ کی دوسری مسجد ''مسجد بیت الرحمان'' کے افتتاح کے لئے اور اس ملک کے اُن باشندوں کو جن کے آباؤ اجداد کبھی مسلمان ہوا کرتے تھے، واپس اپنے ساتھ ملانے کے لئے اسلام کی خوبصورت اور پُر امن تعلیم کا پیغام دینے کے لئے سپین کا یہ تیسرا سفر اختیار فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئرپورٹ روانگی کے لئے سوا دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین صبح سے مسجد بیت الفضل لندن کے احاطہ میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ بعد ازاں ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

گیارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہیتھرو ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ کے حصول کی کارروائی مکمل ہوچکی تھی۔ ایئرپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب دفتر تبشیر، مکرم ظہور احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص اپنی سیکورٹی ٹیم اور خدام کے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایئرپورٹ کے اندر جانے سے قبل ان سب احباب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے اندر تشریف لے گئے اور قریباً ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز پر سوار ہوئے۔

برٹش ایئرویز کی پرواز BA 464 اپنے مقررہ وقت سے قریباً ایک گھنٹہ 20 منٹ کی تاخیر کے بعد ایک بج کر 50 منٹ پر سپین کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ میڈرڈ Madrid کے لئے روانہ ہوئی۔ وقت کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ظہر و عصر کی نمازیں جہاز میں ہی ادا کیں اور ازراہ شفقت قافلہ کے ممبران سے فرمایا کہ فلائٹ کی تاخیر کی وجہ سے سپین میں نمازوں کی ادائیگی کے لئے وقت کم ہوگا۔ اس لئے جہاز میں ہی ادا کرلیں۔ سپین کے مقامی وقت کے مطابق جہاز چار بج کر 50 منٹ پر میڈرڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا اور یوں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم تیسری بار ارض سپین پر پڑے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز ٹیکسی کرتا ہوا اپنی مخصوص جگہ پر آکر پارک ہوا۔ ایک خاص پروٹوکول انتظام کے تحت ایئرپورٹ انتظامیہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے ایک سپیشل گاڑی اور قافلہ کے ممبران کے لئے ایک گاڑی جہاز کی سیڑھیوں کے پاس کھڑی کی گئی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور یہ گاڑیاں ایک خصوصی لاؤنج تک لے آئیں جہاں چند منٹوں میں امیگریشن کی کارروائی مکمل ہوئی اور حضور انور اس لاؤنج کے خاص دروازہ سے ایئرپورٹ سے باہر تشریف لے آئے۔ اس دروازہ کے ساتھ ہی حضور انور اور قافلہ کے لئے گاڑیاں کھڑی کی گئی تھیں۔

مکرم مبارک احمد صاحب امیر جماعت سپین نے اپنی عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ خدام کی سیکورٹی ٹیم بھی اپنی ڈیوٹی پر موجود تھی۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایئرپورٹ سے میڈرڈ کے ریلوے اسٹیشن کے لئے روانگی تھی اور پھر وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی (Train) ویلنسیا (Valencia) کے لئے روانگی تھی۔ پانچ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد پانچ بج کر 40 منٹ پر میڈرڈ کے انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ اس ریلوے اسٹیشن سے اندرون ملک مختلف شہروں کے علاوہ یورپ کے مختلف ممالک کے لئے بھی گاڑیاں جاتی ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر واقع ایک ہوٹل میں مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ اور کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہاں قریباً نصف گھنٹہ سے زائد قیام ہوا۔ اسٹیشن پر ایک پرانے احمدی مکرم Jose Maria Garzon صاحب جن کا اسلامی نام یوسف ہے، حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

اسٹیشن کی ایک سٹاف آفیسر نے آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور پھر اپنے ساتھ سیکورٹی مراحل سے گزارتے ہوئے ٹرین کے اُس مخصوص کیبن (Cabin) میں چھوڑنے آئی جو مقامی جماعت نے اس سفر کے لئے بُک کروایا تھا۔ تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی یہ ٹرین EVE ایکسپریس اپنے وقت پر چھ بج کر 40 منٹ پر میڈرڈ سے ویلنسیا کے لئے روانہ ہوئی۔ میڈرڈ سے ویلنسیا کا فاصلہ 360 کلومیٹر ہے۔ یہ ٹرین عام ٹرینوں کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاز کے کلب (Club) کلاس کی طرح کے اس کے کیبن ہیں جن میں بیس سے بائیس سیٹیں ہوتی ہیں۔ سکرین پر ٹرین کا رُوٹ، نقشہ، رفتار، بیرونی ٹمپریچر ساتھ ساتھ دکھایا جارہا ہوتا ہے اور باقاعدہ ساتھ ساتھ ریفریشمنٹ اور دیگر سروس مہیا کی جاتی ہے۔

ٹرین کے سفر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنے ویڈیو کیمرہ سے، اپنے ساتھ سفر کرنے والے ممبران کی ویڈیو بنائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے موبائل فون پر MTA انٹرنیشنل کی Live سروس بھی دکھائی اور ازراہ شفقت فرمایا کہ یہ دیکھیں MTA کی Live سروس یہاں بھی فون پر آرہی ہے۔ اس وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ نشر ہو رہا تھا۔

قریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ کے سفر کے بعد ٹرین اپنے وقت پر آٹھ بج کر 15 منٹ پر ویلنسیا (Valencia) کے ریلوے سٹیشن پر پہنچی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب صدر جماعت ویلنسیا اور مکرم عبدالصبور نعمان صاحب مبلغ انچارج سپین نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور محترمہ ثمینہ منصور صاحبہ صدر لجنہ ویلنسیا نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

اسٹیشن پر یہاں کی مقامی پولیس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مکمل سیکورٹی مہیا کی اور ایک سپیشل انتظام کے تحت ایک خصوصی راستہ سے اسٹیشن سے باہر لے جایا گیا جہاں دروازہ کے ساتھ ہی گاڑیاں پارک کی گئی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور اسٹیشن سے روانہ ہوکر نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد قریباً نو بجے ویلنسیا کے نواحی علاقہ میں تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی جماعت نے ایک پُر فضا مقام پر رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

نو بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے لئے نئی تعمیر ہونے والی مسجد، مسجد بیت الرحمٰن تشریف لے گئے اور نو بج کر 35 منٹ پر یہاں تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور نعرے بلند کرتے ہوئے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی عمارت اور اس سے ملحقہ مختلف حصوں کا معائنہ فرمایا۔ (مسجد کے تفصیلی کوائف ایک علیحدہ رپورٹ میں شامل ہوں گے۔)

نو بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

سپین میں احمدیت کے نفوذ کی مختصر تاریخ

سپین، یورپ کے ممالک میں سے وہ ملک ہے جہاں کم و بیش آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی لیکن بالآخر فرقہ وارانہ سازشوں اور آپس کی منافقت کے نتیجہ میں نہایت کسمپرسی اور دردناک حالات میں اس ملک سے مسلمانوں کا نام مٹ گیا اور اسلام قصّہ پارینہ بن کر رہ گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے سپین کا ذکر کرتے ہوئے 1946ء میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''وہ لوگ جنہوں نے سینکڑوں سال تک سپین پر حکومت کی وہ آج سپین کے زیر نگین ہیں اور وہ لوگ جو سپین کے بادشاہ تھے آج سپین کے غلام ہیں۔ یہ واقعات ایسے اہم ہیں جن کو کسی وقت بھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ آٹھ سو سال کی حکومت کوئی معمولی بات نہیں۔ لیکن آج اس ملک کی یہ حالت ہے کہ اس میں کسی مسلمان کی ہوا تک سونگھنے کو نہیں ملتی۔ اندلس میں مسلمانوں کو جو شان و شوکت حاصل تھی اور پھر اس کے بعد جو سلوک وہاں کے مسلمانوں سے کیا گیا اور جس طرح انہیں وہاں سے نکالا گیا۔ جب مَیں نے یہ حالات تاریخوں میں پڑھے تو مَیں نے عزم کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو مَیں ان علاقوں میں احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنے مبلغین بھجواؤں گا جو اسلام کو دوبارہ ان علاقوں میں غالب کریں گے اور اسلام کا جھنڈا دوبارہ اس ملک میں گاڑ دیں''۔

پھر آپؓ نے ایک مسلمان ہسپانوی جرنیل عبدالعزیز کی غیرت کا ذکر کرتے ہوئے ایک تڑپ کا اظہار فرمایا:

''جب سپین میں مسلمانوں کی طاقت اتنی کمزور ہوگئی کہ ان کے ہاتھ میں صرف ایک قلعہ رہ گیا جو آخری قلعہ تھا تو عیسائیوں نے ان کے سامنے بعض شرائط پیش کیں اور کہا کہ اگر بچنا چاہتے ہو تو ان کو مان لو۔ وہ شرائط ایسی تھیں کہ جنہیں مان کر اسلام سپین میں عزّت کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ بادشاہ وقت اُن شرائط کو ماننے کے لئے تیار ہوگیا۔ دوسرے جرنیل بھی تیار تھے۔ مگر یہ جرنیل کھڑا ہوا اور کہا کہ اے لوگو!

کیا کرتے ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ عیسائی اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ ہمارے باپ دادا نے سپین میں اسلام کا بیج بویا تھا اب تم لوگ اپنے ہاتھوں سے اس درخت کو گرانے لگے ہو۔...... ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ مَر جائے مگر ان شرائط کو تسلیم نہ کرے۔ اس طرح یہ ذلّت تو نہ اٹھانی پڑے گی کہ اپنے ہاتھ سے حکومت دشمن کو دے دیں...... سب نے انکار کیا مگر اُس نے کہا کہ اگر تم اس بے غیرتی کو پسند کرتے ہو تو کرو مَیں تو اپنے ہاتھ سے اسلامی جھنڈا دشمن کے حوالے نہ کروں گا۔

قریباً ایک لاکھ کا لشکر تھا جو قلعہ کے باہر جمع تھا۔ وہ اکیلا ہی تلوار لے کر نکلا۔ دشمن پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ بیشک اس کی شہادت کے باوجود سپین میں مسلمانوں کی حکومت تو قائم نہ رہ سکی مگر اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گیا اور موت اسے مٹا نہ سکی۔ وہ بادشاہ اور جرنیل جنہوں نے اس کے مشورہ کو تسلیم نہ کیا اور اپنی جانیں بچانی چاہیں وہ مٹ گئے۔ ان کا ذکر پڑھ کر اور سُن کر ہم اپنے نفسوں کو بڑے زور سے ان پر لعنت کرنے سے روکتے ہیں۔ لیکن کبھی سپین کے حالات کا مَیں مطالعہ نہیں کرتا یا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ باتیں میرے ذہن میں آئی ہوں اور اُس جرنیل کے لئے دعائیں نہ نکلتی ہوں۔ اُس کے خون کے قطرے آج بھی سپین کی وادیوں میں ہم کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ! اور میرے خون کا انتقام لو۔...... آج بھی اس کی کشش ہمیں سپین کی طرف بلا رہی ہے اور اگر مسلمانوں کی غیرت قائم رہی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے ظاہر ہوتا ہے نہ صرف قائم رہے گی بلکہ ترقی کرے گی اور پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوگی۔ تو وہ دن دُور نہیں جب اس جرنیل کے خون کے قطروں کی پکار، اُس کی جنگلوں میں چلّانے والی روح اپنی کشش دکھائے گی اور سچے مسلمان پھر سپین پہنچیں گے اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اُس کی روح آج بھی ہمیں بلا رہی ہے اور ہماری روحیں بھی یہ پکار رہی ہیں کہ اے شہید وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی وہ پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نُور کو وہاں پھیلائیں گے۔''

چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے خادم پروانوں کی طرح ارض سپین میں داخل ہوئے۔

سب سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر لندن سے 1936ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے سپین کا دورہ کیا۔

پھر باقاعدہ پہلے مبلغ کے طور پر ملک محمد شریف گجراتی صاحب یکم فروری 1936ء کو قادیان سے روانہ ہو کر 10 مارچ 1936ء کو سپین کے دارالحکومت میڈرڈ پہنچے اور تبلیغی کام شروع کیا۔ چنانچہ سپین میں احمدیت قبول کرنے والے سب سے پہلے شخص کا نام Mr. Count Antonio Logothete تھا۔ آپ کا اسلامی نام غلام احمد رکھا گیا۔ آپ کی اہلیہ بھی احمدیت میں داخل ہوئیں۔ ان کا اسلامی نام آمنہ رکھا گیا۔

سپین میں خانہ جنگی کی وجہ سے ملک محمد شریف صاحب کو حکماً یہ ملک چھوڑنا پڑا۔ جب آپ یہاں سے روانہ ہوئے اس وقت تک پانچ افراد پر مشتمل جماعت قائم ہو چکی تھی۔

مارچ 1946ء میں جب ہندوستان میں وزارتی مشن ہندوستانی سیاست کے مسائل حل کرنے آیا تو اس مشن کو مخاطب کرتے ہوئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سیاسی مسائل پر گفتگو فرمائی وہاں حضورؓ نے سپین میں ازسرِ نو اسلام کے احیاء کے سلسلہ میں فرمایا:

''کیا سپین سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں؟ ہم یقیناً اُسے نہیں بھولے۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو خود اپنا جزو بنا لیں گے۔''

اس اعلان کے تین ماہ بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے ماتحت مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب اور مولوی محمد اسحاق ساقی صاحب 10 جون 1946ء کو سپین کے دارالحکومت میڈرڈ پہنچے۔ اور ستمبر 1946ء میں ان کو پہلا پھل عطا ہوا۔ ایک روسی ترجمان Enrique Ku Zmin نے احمدیت قبول کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا اسلامی نام محمد احمد رکھا۔ اس طرح ایک سال کے اندر اندر مزید تین سپینش باشندوں نے احمدیت قبول کی۔

1947ء میں ہندو پاکستان کی تقسیم کی وجہ سے مالی مشکلات پیدا ہوئیں۔ مولوی محمد اسحاق صاحب کو واپس پاکستان بلا لیا گیا اور یہ تجویز کیا گیا کہ مشن بند کر دیا جائے۔

مشن بند کرنے کی اس ہدایت پر مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب نے لکھا:

''مجھے مرکز کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ مشن بند کر کے لندن چلا جاؤں۔ یہ لمحہ میرے لئے بڑا مشکل تھا۔ مَیں نے کئی روز دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی۔ میرا دل نہ کرتا تھا کہ اس سرزمین کو چھوڑوں جہاں ابھی اسلام کا پودا بالکل نازک اور کمزور تھا۔ یہ بات تو طے تھی کہ مرکز میرا خرچہ اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں۔ ایسے میں سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا مَیں اپنا خرچہ یہاں خود اٹھا سکوں گا۔ کئی روز سوچنے کے بعد آخر مَیں نے دل کو مضبوط کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں لکھا کہ مشن بند نہ کیا جائے۔ جماعت خرچہ بھجوائے یا نہ بھجوائے، مَیں اپنی آمد خود پیدا کروں گا اور اس سرزمین پر اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دوں گا۔ مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ مَیں گلیوں میں پھیری لگا کر گزارا کروں گا''۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے ازراہ شفقت آپ کو اس کی اجازت دے دی۔ آپ نے ریڑھی لگا کر اور عطر فروخت کر کے اپنا گزارا بھی کیا اور مشن بھی چلایا۔ آپ نے جن انتہائی تکلیف دہ اور نامساعد اور مشکل حالات میں کام کیا اس کی داستان بڑی طویل اور بڑی دردناک ہے۔ یہ مردِ مجاہد تن تنہا شدید مخالفت کے طوفانوں سے لڑتا رہا لیکن ثابت قدم رہا۔ آپ کے قدم اس وقت بھی نہ لڑکھڑائے جب پولیس بار بار آپ کو گرفتار کر کے تھانے لے جاتی اور حوالات میں بند کر دیتی۔ اور آپ کے عزم و ہمّت میں اس وقت بھی کوئی کمی نہ آئی جب مخالفین آپ کی ریڑھی کو الٹا دیتے اور عطر کی شیشیاں گر کر ٹوٹ جاتیں۔ آپ ایک ایک شیشی کو اکٹھا کرتے اور کسی دوسری جگہ جا کر سٹال لگا لیتے۔ آپ نے اس وقت بھی اپنا حوصلہ نہیں ہارا جب حکومت، فوج اور پولیس کی طرف سے آپ کو ملک سے نکالے جانے کی دھمکیاں دی جاتیں۔ بار بار آپ کو ڈرایا اور دھمکایا جاتا اور جب سٹال لگاتے اور ہر وقت خفیہ پولیس آپ کے سر پر کھڑی رہتی اور بار بار آپ کو پولیس سٹیشن جانا پڑتا لیکن آپ ہر لمحہ اور ہر وقت تبلیغ کرتے رہے اور سٹال پر آنے والے ہر شخص کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاتے اور خفیہ پولیس جو سر پر کھڑی ہوتی اُس سے بھی خوف نہ کھاتے۔ مسلسل 25 سال تک یہی بندۂ خدا اکیلا، تن تنہا اس مخالفت کا مقابلہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ 1970ء میں مذہبی آزادی کا آغاز ہوا۔ جماعت کا مشن رجسٹرڈ ہوا اور باقاعدہ تبلیغ کی اجازت مل گئی۔ اور پھر اس کے بعد مزید مبلغین بھی سپین بھجوائے گئے۔

ایک طویل اور پُرآشوب دَور کے بعد 9 اکتوبر 1980ء کو وہ ساعت سعد آئی جب سپین میں قریباً 750 سال کے بعد پہلی مسجد ''مسجد بشارت'' کا سنگ بنیاد پیدروآباد کے مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رکھا۔ مسجد کی تعمیر دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ 10 ستمبر 1982ء کا دن بھی سپین کی تاریخ میں ایک یادگار حیثیت کا حامل ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دورۂ سپین کے دوران مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ سپین کے دوران 8 جنوری 2005ء کو جلسہ سالانہ سپین کے اختتامی اجلاس میں اپنے خطاب میں فرمایا:

''جن لوگوں نے سپین پر سات سو سال عظیم الشان حکومت کی ان کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ انہوں نے جب احکامات الٰہی سے روگردانی کی تو ان کی وہ عظیم الشان حکومتیں بھی ختم ہو گئیں جن کی عظمت اور شان و شوکت کی گواہی آج ان کے دَور کی مساجد اور محلّات دیتے ہیں۔ لیکن آپ کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے غالب آنا ہے اور یہ غلبہ ہم نے دلوں کو جیت کر حاصل کرنا ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور پیغامِ حق پہنچانے کے لئے مستعد ہو جائیں۔''

حضور انور نے قرطبہ شہر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اس شہر اور اس کے اردگرد آباد لوگوں کو تبلیغ کریں۔ یہ عربوں کی ہی نسلیں ہیں۔ ان کو پیغامِ حق پہنچائیں اور ان کے آباؤاجداد کے بارہ میں بتائیں کہ وہ مسلمان تھے اور زبردستی عیسائی بنائے گئے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''پس اب یہ جگہ اور یہ مسجد بہت اہم ہے اور اب انشاء اللہ اسی جگہ سے سپین میں اسلام کا نُور پھیلے گا۔ اس جگہ کو اب ہمیشہ کے لئے ایک مرکزی حیثیت حاصل رہے گی''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم کا ذکر خیر بھی فرمایا کہ کس طرح انہوں نے اپنی ساری زندگی سپین میں خدمتِ اسلام میں گزار دی۔ حضور انور نے فرمایا: ''وہ تو شہید ہیں۔ ان کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے اس لئے اب آپ سب تبلیغ کی طرف توجہ دیں اور اس فرض کی کماحقّہٗ ادائیگی کی توفیق پائیں''۔

مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی وفات 12 اگست 1996ء کو غرناطہ میں ہوئی۔ آپ کو پیدروآباد کے عیسائی چرچ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ارض سپین پر مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے قیام کا باقاعدہ آغاز 1946ء میں ہوا تھا۔ جب وہ آئے تھے تو اکیلے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سپین کے درج ذیل مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں اور بعض مقامات پر احمدی آباد ہیں۔ پیدروآباد، میڈرڈ، بارسلونا (Barcelona)، ویلنسیا (Valencia)، غرناطہ (Granada) Zaragoza, Leon, Zafra, Don Benijo, Bandajoz, Alcaceres, Tortosa, Javea, Xativa, Navalcarnero.

اب یہ سرزمین اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہموار ہونا شروع ہو چکی ہے۔ 29 مارچ 2013ء بروز جمعۃ المبارک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ویلنسیا کے مقام پر جب دوسری مسجد ''مسجد بیت الرحمان'' کا افتتاح فرمائیں گے تو دنیا ایک بار پھر صدیوں کے بعد اس سرزمین پر وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا حسین اور روح پرور نظارہ دیکھے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

مسجد بیت الرحمان سے متعلق اخبارات میں خبریں

یہاں کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے مسجد کی تعمیر اور اس کے افتتاح کے حوالہ سے خبریں دی ہیں۔

بالنسیا کے اخبار روزنامہ "Levante" نے اپنی 23 مارچ 2013ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر شائع کرتے ہوئے مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر دی اور مسجد بیت الرحمٰن کے بیرونی حصہ کی تصویر بھی شائع کی۔

اخبار نے لکھا:

''جماعت احمدیہ ایک مسجد جو گاؤں سے کچھ باہر ہے''۔

''مسلمانوں کی ایک جماعت جمعہ کے روز اپنی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے''۔

اصلاح پسند اور امن کا پرچار کرنے والی جماعت، جماعت احمدیہ کے صدر کا کہنا ہے یہ ایک اتفاق ہے کہ ہماری مسجد کا افتتاح جمعہ کے مبارک دن ہو رہا ہے۔

اس ساری خبر میں ایک طرح کا اتفاق اور ایک دلچسپی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جس کی تعداد ساری دنیا میں دوسو ملین ہے، سپین کے ایک مقام La Pobla de Vallbona میں اپنی دوسری مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ اس جماعت کی پہلی مسجد قرطبہ کے قریب واقع ہے۔ دلچسپی کی بات یہ ہے کہ یہ جماعت جو کہ امن پسندی، حوصلہ مندی اور بدامنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے مشہور ہے، یقین رکھتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی کا ظہور ہو چکا ہے جن کا نام حضرت احمد تھا۔ وہ 1835ء میں انڈیا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ احمدی انہیں مسیح موعود مانتے ہیں اور ان کے ایک روحانی پیشوا بھی ہیں یعنی خلیفہ۔ میری مراد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے ہے۔ اتفاق تو یہ ہے کہ اس مسجد کا افتتاح جو پانچ ہزار مربع میٹر پر مشتمل ہے، جمعہ کے مبارک دن ہو رہا ہے جو عیسائیت کے عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ کی وفات کا دن ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے نزدیک جمعہ کا دن مبارک ہے اس لئے مسجد کا افتتاح اس بابرکت دن کو عمل میں آ رہا ہے۔

ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور (صدر جماعت بالنسیا) Lluis Alcanyis de Xativa نامی خاطبہ کے ایک ہسپتال میں سرجن ہیں۔ مسجد کا افتتاح آئندہ جمعہ کے روز دوپہر دو بجے ہوگا۔ عوام الناس کے لئے ایک پروگرام بتاریخ 3 مارچ بروز بدھ بوقت شام ساڑھے پانچ بجے منعقد کیا جائے گا۔ جماعت کے روحانی پیشوا تمام پروگراموں میں شرکت فرمائیں گے۔ سپین میں یہ جماعت بہت ہی تھوڑی ہے۔ اس کی تعداد چھ سو کے لگ بھگ ہے۔ اب نئی مسجد بن جانے سے انہیں امید ہے کہ ان کی جماعت کو ترقی نصیب ہوگی۔

جماعت احمدیہ کے مذہبی رہنما اس مبارک تقریب کو برکت بخشیں گے جو ان کے لئے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو عیسائیوں کے لئے پوپ کی ہے۔

ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے کہا کہ: پیدرو آباد میں جو ہماری مسجد ہے اس میں لوگ شام کے وقت باغیچہ میں آکر لطف اندوز ہوتے تھے۔ یہاں بھی ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس مسجد کو اپنے گاؤں کی ایک مشترکہ جگہ خیال کریں اور سمجھیں کہ اسلام کی جو منفی شکل انہیں دیکھنے کو ملی ہے اس کا قرآن کریم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

آپ نے مزید بتایا کہ یہ مسجد صرف جماعت کے چندوں سے بنائی گئی ہے نہ کہ کسی حکومت یا کسی تنظیم کی مدد سے۔ یہ سرجن Llosa de ranes کے رہائشی ہیں اور مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم انہیں ابھی تک یاد آتے ہیں۔ اور ان کی دلی تمنا ہے کہ کبھی بالنسیا میں مسلمانوں کو پھر سے کھوئی ہوئی عزت و عظمت حاصل ہو‘‘۔

مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے ویب سائٹ پہ ایک خبر

بتاریخ 26 مارچ 2013ء ٹیلیویژن Levante کے ایک نمائندہ نے محترم ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب صدر جماعت بالنسیا کا انٹرویو کیا جو انہوں نے اپنی ویب سائٹ http://www.lasprovincias.es پر شائع کیا۔ انٹرویو کا دورانیہ 4 منٹ تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے مساجد کی تعمیر کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مسجد کسی انسان کی یا کسی جماعت کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ کا گھر ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ بالنسیا اور سپین کے باسی ہمیں جانیں۔ نیز آپ نے بتایا کہ جماعت کو بعض ممالک میں انتہا پسندی کا سامنا ہے لیکن وہ لوگ اسلام پہ عمل نہیں کر رہے بلکہ اسلام کی پُر امن تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔

....

27 مارچ 2013ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر 45 منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنے رہائشی مقام پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ایک بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ سے مسجد بیت الرحمٰن کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں دو بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از راہ شفقت احباب کے درمیان رونق افروز ہوئے اور گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے امیر صاحب سپین سے مختلف جماعتوں اور شہروں سے آنے والے احباب کے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر امیر صاحب نے بتایا کہ جمعہ کے دن سے یہاں رخصتیں شروع ہو رہی ہیں اس لئے جمعرات کی شام تک احباب کی ایک بڑی تعداد یہاں ویلنسیا پہنچ جائے گی۔ پیدرو آباد سے بھی احباب آرہے ہیں اور دوسری جماعتوں سے بھی آرہے ہیں۔

حضور انور نے آرکیٹکٹ محبوب الرحمٰن صاحب اور امیر صاحب سپین سے مسجد کے گنبد اور مینارہ کی بلندی کے حوالہ سے گفتگو فرمائی اور اس بارہ میں بعض ہدایات سے نوازا کہ کونسل سے بات کر کے مینارہ کی اونچائی کو مزید بڑھایا جائے اور اس کی اونچائی کم از کم گنبد کے برابر ہو جائے۔

حضور انور نے از راہ شفقت ویلنسیا شہر اور اس علاقہ میں مسلمانوں کی پرانی تاریخ کے حوالہ سے ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب صدر جماعت ویلنسیا سے گفتگو فرمائی اور مختلف امور دریافت فرمائے۔

حضور انور نے ڈاکٹر صاحب سے آخری بار مسلمانوں کے اس علاقہ سے نکالے جانے کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر موصوف ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ویلنسیا کے علاقہ سے ہی آخری بار مسلمان نکالے گئے ہیں اور مسلمانوں کے رہائشی حصّے گھروں اور کھنڈرات کی صورت میں موجود ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس علاقہ میں نصف گھنٹہ کی پیدل سیر کی۔ ویلنسیا شہر کا یہ مضافاتی علاقہ خوبصورت سرسبز علاقہ ہے اور ایک تفریحی مقام ہے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الرحمٰن تشریف لے جا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

ارض سپین پر جگہ کے لحاظ سے ویلنسیا کے علاقہ میں جماعت احمدیہ کی دوسری مسجد، مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر یقیناً خدا تعالیٰ کا ہی انتخاب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنوری 2005ء میں سپین کا دورہ فرمایا تھا۔ حضور انور نے اپنے اس دورہ کے دوران 14 جنوری 2005ء کو مسجد بشارت سپین میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سپین میں دوسری مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے فرمایا تھا۔ ’’میرے دل میں بڑی شدّت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پانچ سو سال بعد اس ملک میں آزادی ملتے ہی جماعت احمدیہ نے مسجد بنائی اور اب اس کو بھی تقریباً پچیس سال ہونے لگے ہیں۔ اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدیؑ کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پر بھی نظر آئیں۔ تو اس کے لئے میرا انتخاب جو میں نے سوچا اور جائزہ لیا تو ویلنسیا کے شہر کی طرف توجہ ہوئی۔‘‘

خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہ ویلنسیا کے علاقہ کی طرف پھیری گئی۔ کیونکہ یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے سب سے آخر پر مسلمان سپین سے نکالے گئے اور یوں ارض سپین سے مسلمانوں کا نام مٹ گیا اور ملک سپین سو فیصد عیسائیت کی آغوش میں چلا گیا۔

خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یہ چاہا کہ جس سرزمین پر، جس علاقہ میں مسلمانوں نے اپنے آخری سانس لئے اور پھر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ آج اسی جگہ پر، اسی علاقہ میں بھی اسلام کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ دوبارہ طلوع ہو اور یہ پیغام ہو کہ جہاں سے ہم نے مغلوب ہو کر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ اپنے اس وطن کو چھوڑا تھا آج اسی جگہ پر ہم نے اللہ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے غالب آنے کے لئے اپنے قدم رکھ دیئے ہیں۔ سپین کی مختلف ریاستوں اور شہروں میں وقت کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں عیسائیت کا قبضہ ہوتا رہا اور مسلمانوں کی تلواریں ان کا ساتھ نہ دے سکیں وہاں سے مسلمان وہ علاقے خالی کرتے رہے اور یوں ارض سپین عیسائیت کے قبضہ میں آتی رہی اور پھر بالآخر ویلنسیا کا مقام آ گیا جہاں آباد مسلمانوں کی تلواریں بھی مکمل طور پر کُند ہو گئیں اور دفاع کی کوئی طاقت نہ رہی اور یوں ان کو زبردستی سپین کے اس آخری قطعہ زمین سے بھی نکال دیا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مارچ 1946ء میں فرمایا تھا: ’’ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہو گا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو خود اپنا جزو بنا لیں گے۔‘‘

پس ویلنسیا کا وہ مقام جہاں پہنچ کر مسلمانوں کی تلواریں ’’کند‘‘ ہو گئیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی علاقہ میں مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر سے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کے ساتھ زبانوں کا حملہ شروع ہوا ہے اور جماعت احمدیہ اسلام کے خوبصور اصول پیش کر کے اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنا جزو بنا لے گی۔ انشاء اللہ العزیز ضرور ایسا ہو گا کیونکہ یہی تقدیر الٰہی ہے۔

ویلنسیا (Valencia) سپین کا تیسرا بڑا شہر ہے اور آٹھ لاکھ نو ہزار کی آبادی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کی بندرگاہ یورپ کی مصروف ترین بندرگاہوں میں سے ہے۔ یہ سپین کا بہت پرانا شہر ہے۔ 138 قبل مسیح میں رومیوں نے اسے آباد کیا۔ رومیوں کے بعد اسے مختلف قوموں مثلاً Suevi، Vandlas اور Visigoths نے اپنی آماجگاہ بنایا۔

714ء میں اس شہر کو عبدالرحمٰن اوّل والی قرطبہ نے فتح کیا اور اس کا نام مسلمانوں نے ’’مدینۃ التراب‘‘ رکھا یعنی (زرخیز) مٹی کا شہر۔ مسلمانوں نے یہاں زراعت، تجارت اور علوم کو فروغ دیا اور جس دور میں مغرب تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا اس وقت یہاں سے علم و ہنر کے عظیم اور حیرت انگیز کارنامے برپا ہوئے۔ المنصور کی وفات کے بعد جب اندلس طوائف الملو کی کا شکار ہوا تو ویلنسیا بھی باقی اندلس کی طرح ایک چھوٹی سی ریاست میں تبدیل ہو گیا۔ آج بھی مسلمانوں کے عظیم الشان دور کے آثار جگہ جگہ نظر آتے ہیں جن میں مختلف قلعے اور آبادیوں کی باقیات ہیں۔

1238ء میں مختلف عیسائی لشکروں نے مل کر ویلنسیا پر چڑھائی کی اور اس کو کچھ ہی دنوں میں زیرنگیں کر لیا۔ اس وقت یہاں آباد مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ 20 ہزار تھی۔ جن میں سے پچاس ہزار کو زبردستی اس علاقہ سے بلکہ اس ملک سے نکال دیا گیا۔ اور اس موقعہ پر عرب شعراء نے بڑے دردناک مرثیے لکھے جن سے آج بھی اسلامی تاریخ لہورنگ ہے۔

22 ستمبر 1609ء کو اس وقت کے عیسائی بادشاہ نے ویلنسیا کے علاقہ میں جو مسلمان باقی رہ گئے تھے ان کو بھی نکل جانے کا حکم دے دیا اور افریقہ کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کو بھیج دیا گیا اور یوں سپین میں مسلمانوں کی شان و شوکت زوال پذیر ہو کر اپنے اختتام کو پہنچی۔

لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر سے اسلام کے نور کی کرنیں سارے ویلنسیا کو روشن کریں گی۔ اسلام کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہو گا۔ اور اس مسجد کے مینار سے دن میں پانچ بار اللہ اکبر کی صدا اس علاقے میں گونجے گی۔ اور یہ صدا اب ایسی روحانی تلواروں کے ساتھ غالب آئے گی جو کبھی بھی کُند نہیں ہوں گی، نہ کبھی ٹوٹیں گی اور نہ مغلوب ہوں گی۔ ہاں اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ضرور مغلوب کریں گی اور ان کے دل جیتیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔

مسجد بیت الرحمان سے متعلق اخبارات میں خبریں

آج بھی پرنٹ میڈیا میں مسجد کے خوالہ سے خبریں اور آرٹیکل شائع ہوئے۔

بالنسیا کے اخبار روزنامہ Las Provincias نے اپنی 27/مارچ 2013ء کی اشاعت میں مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے خبر دی اور اس کے اندرونی حصہ کی تصویر شائع کی۔

’’نئی اسلامی عبادتگاہ کے گنبد کے نیچے تعمیر شدہ مسجد کے ہال میں کام کرتے ہوئے مزدور مصروف کار ہیں۔‘‘

’’صوبہ بالنسیا کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح جمعہ کے دن عمل میں آرہا ہے۔‘‘

’’میونسپل کمیٹی اور جماعت احمدیہ کے سرکردہ افراد نے مل کر مسجد کے ہمسایوں کے ٹریفک اور سیکیورٹی سے متعلق ممکنہ خدشات کو دُور کیا ہے۔‘‘ (رپورٹر: J.A. Marrahi)

بالنسیا: صوبے کی سب سے بڑی اسلامی عبادتگاہ ایک حقیقت کا روپ دھار چکی ہے۔ پلاٹ کا کل رقبہ 5000 مربع میٹر ہے جس میں سے 1500 مربع میٹر مسقّف عمارت ہے جس میں 260 افراد کے نماز ادا کرنے کے لئے ایک ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ مسجد کا افتتاح جمعہ کے روز La Pobla de Vallbona کے ایک نوحی گاؤں San Martin La urbanizaco میں ہو گا۔ اگر مسجد کے فن تعمیر کے حوالہ سے دیکھا جائے تو یہ صوبہ بالنسیا کی دوسری بڑی عمارت ہے۔ اور یہ اللہ کی عبات کرنے والوں کے 172 مراکز میں سے ایک ہے جو صوبہ کی حکومت نے مختلف جگہوں پر لوگوں کو دی ہیں۔ اس مسجد کے تمام اخراجات جماعت احمدیہ عالمگیر نے برداشت کئے ہیں۔

گزشتہ کل سارا دن مزدور، معمار، رنگساز اور ساؤنڈ سسٹم کے ماہرین اسی دھن میں مگن تھے کہ جلد از جلد سارا کام جمعہ کے خطبہ سے پہلے پہلے مکمل کر لیا جائے۔ آج سے سات سال قبل جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے بالنسیا کو مناسب جگہ خیال کرتے ہوئے یہاں مسجد بنانے کی طرف توجہ فرمائی۔

سپین میں اس جماعت کی کل تعداد 600 ہے۔ بالنسیا میں اس جماعت کی بنیاد 1979ء میں پڑی۔ دو دہائیاں بعد جماعت کو ایک پلاٹ ملا اور اس میں تعمیر شدہ ایک مکان کو انہوں نے بطور عبادتگاہ استعمال کرنا شروع کیا۔ مسجد کو ایک سپینش آرکیٹیکٹ نے اس جماعت کے ماہرین فن تعمیر کی مدد سے ڈیزائن کیا۔ 2011ء میں جب تعمیر کی ابتدا ہوئی تو قریب رہنے والے لوگوں میں سے بعض نے مخالفت کی۔ انہیں ایک طرف اپنی سیکورٹی کے حوالہ سے کچھ تحفظات تھے تو دوسری طرف ٹریفک کی ممکنہ زیادتی سے وہ پریشان تھے۔

جماعت احمدیہ کو پاکستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور سعودی عرب میں کافی مخالفت کا سامنا ہے۔ بعض لوگوں کو تو یہ خدشہ بھی ہوا کہ کہیں یہ لوگ کبھی کسی بڑے حادثہ کا پیش خیمہ ہی نہ بنیں۔

’’میونسپل کمیٹی اور جماعت احمدیہ کے عہدیداروں نے ہمسایوں سے روابط استوار کرنے شروع کئے۔ اور اب یہ حال ہے کہ اس گاؤں کے باسی اور یہاں کی زمین کے مالکان کے جماعت کے ساتھ بہترین تعلقات ہیں۔‘‘ ان

خیالات کا اظہار گاؤں کی میئر محترمہ Mari Carmen Contelles صاحبہ نے کیا۔

مسجد کی ایک دیوار پر یہ واضح طور پر لکھا ہوا پڑھا جا سکتا ہے کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' اور یہی تو ہماری روح کی بھی آواز ہے۔

جماعت احمدیہ بالنسیا کے صدر منصور عطاالٰہی نے کہا کہ: ''ہم چاہتے ہیں کہ مسجد مسلمانوں، بالنسیا کے باسیوں اپنے ہمسایوں اور ہر اس شخص کیلئے جو ہمارے بارہ میں جاننا چاہے ایک گھر کی طرح ہو۔

دسیوں ملین لوگ خلیفہ کے خطبہ کو ٹیلیوژن کے ذریعہ سن اور دیکھ سکیں گے۔

لا پوبلا دے بائی بونا (La Pobla de Vallbona) کا مقام اگلے جمعہ بہت ساری نظروں کا مرکز ہوگا۔

دسیوں ملین لوگ ہیں جو خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا خطبہ بذریعہ ٹیلی ویژن دیکھ سکیں گے جو کہ بالنسیا کے ایک مضافاتی گاؤں میں دیا جائے گا۔

احمدی مسلمان دنیا میں اگرچہ تعداد کے لحاظ سے کم ہیں تاہم بین الاقوامی سطح پر ان کا دائرہ اثر قابل توجہ ہے۔ اس جماعت نے اب تک دنیا کے 200 ممالک میں تقریباً 8000 مساجد تعمیر کی ہیں۔ کافی مساجد مختلف ممالک کے دارالحکومت میں بھی تعمیر کی ہیں جیسے واشنگٹن، لندن، ٹورونٹو اور اوسلو۔

ان مساجد میں سے بعض تو اتنی بڑی ہیں کہ مغربی دنیا میں اس سے بڑی بنائی ہی نہیں جا سکتیں۔ جماعت احمدیہ کا ''مسلم ٹیلیویژن احمدیہ'' کے نام سے اپنا ایک ٹیلیویژن ہے جس کے ذریعہ ساری دنیا میں چھ سیٹلائٹس کے ذریعہ دنیا بھر کے ناظرین کے لئے مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ کل مسجد میں بہت سے صحافی، ٹیکنیشنز اور مترجمین خطبہ جمعہ کی تیاری کیلئے جو کہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا جائے گا مسجد میں گھوم رہے تھے۔

خلیفہ نے جس طرح اسلام کو سمجھا ہے اس طریق نے بہت سے مغربی عمائدین کے دل جیت لئے ہیں۔ دسمبر 2012ء میں آپ کو یورپین پارلیمنٹ میں مدعو کیا گیا جہاں آپ نے قیام امن کے موضوع پہ خطاب فرمایا۔ چند ماہ قبل واشنگٹن میں آپ کی قیام امن کے حوالے سے کوششوں کے اعتراف میں آپ کو کانگریسی، جمہوری اور ریپبلیکن پارٹیز کی طرف سے خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اسلام سے عقیدت کی وجہ سے احمدی لوگ اللہ کے نام پر خون بہانے والے ہر آدمی کے خلاف ہیں''۔

....

28/مارچ 2013ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر 45 منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنے رہائشی مقام پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز ملاحظہ فرمائیں اور ان پر مختلف ارشادات اور ہدایات تحریر فرمائیں۔ حضور انور دوپہر تک دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پچھلے پہر بھی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دس منٹ کے سفر کے بعد مسجد بیت الرحمان تشریف آوری ہوئی جہاں حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سے ملحقہ بنگلہ کا معائنہ فرمایا اور بعض امور کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعدازاں حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 26 فیملیز کے 119 افراد اور 23 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز بارسلونا، میڈرڈ، پیدروآباد اور ویلنسیا سے آئی تھیں۔ بارسلونا سے آنے والی فیملیز 350 کلومیٹر، میڈرڈ سے آنے والی 360 کلومیٹر اور پیدروآباد سے آنے والی 500 کلومیٹر کا لمبا فاصلہ طے کر کے پہنچی تھیں۔

فرانس، آئرلینڈ اور یوکے سے آنے والے احباب نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔ آج چار نومبائع فیملیز نے بھی اپنی زندگیوں میں پہلی بار اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی اور اپنے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام پونے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مسجد کے بیرونی صحن میں تشریف لے آئے اور مسجد کے اردگرد آباد علاقہ کو دیکھا اور اس بارہ میں امیر صاحب سے گفتگو فرمائی۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الرحمان'' میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد بیت الرحمان کے افتتاح کے موقع پر مختلف ممالک سے احباب جماعت اور وفود کی آمد کا سلسلہ آج بھی جاری رہا۔ آج فرانس، یوکے، ہالینڈ، جرمنی اور پرتگال سے وفود اور احباب انفرادی طور پر ویلنسیا (سپین) پہنچے۔ بعض احباب دو ہزار کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے پہنچے۔

ارض سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح کے تیس سال بعد پھر خوشیوں اور مسرتوں کا دن آیا ہے۔ ویلنسیا کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی مسجد بیت الرحمان رنگ برنگی روشنیوں سے مزیّن بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ دُور سے اس کا روشن مینار اور گنبد نظر آتے ہیں۔ اخبارات میں اس کے افتتاح کا چرچا ہے۔ مقامی باشندے اخبار میں اس مسجد کی تصویر دیکھ کر اور خبر پڑھ کر اسے دیکھنے آتے ہیں۔

مسجد کے اردگرد دُور دُور تک آبادیاں ہیں اور ان کے ورے مختلف اطراف ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔ بڑا سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ یہ مسجد اونچائی پر واقع ہے، مسجد کے اردگرد آباد مکین اپنے گھروں سے مسجد کے روشن مینار اور گنبد کا نظّارہ کرتے ہیں۔ اس روشن مینار سے نکلنے والی روحانی روشنی ایک دن اِن کے دلوں کو بھی روشن کرے گی اور پھر یہ لوگ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے اللہ کے اس گھر کا رُخ کریں گے اور اللہ کا یہ گھر انشاءاللہ العزیز اس سارے علاقہ کی ہدایت کا موجب بنے گا۔ اللہ کرے کہ جلد ایسا ہو۔ آمین

....

29/مارچ 2013ء بروز جمعۃ المبارک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر 45 منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان پر ہدایات سے نوازا اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج جمعۃ المبارک کا دن، مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا کے باقاعدہ افتتاح کا دن ہے اور آج کا یہ دن تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے اور خصوصاً اُن کے لئے جو آج اِس کے مبارک افتتاح میں شامل ہونے کے لئے یہاں پہنچے ہوئے ہیں، بے انتہاء خوشیوں کا دن ہے۔ آج اس مقدّس خوشی کے موقع پر ہر احمدی کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھرا ہوا ہے۔

پروگرام کے مطابق دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الرحمٰن تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی دیوار پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے اندر تشریف لے آئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبۂ جمعہ

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیات 168 و 169 کی تلاوت فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ! آج ہمیں سپین میں دوسری احمدیہ مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کو یہ دوسری مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ تقریباً سات سال پہلے میں نے مسجد بشارت پیدروآباد میں مزید مساجد بنانے کی اہمیت پر زور دیا تھا اور اُس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ویلنسیا (Valencia) میں مسجد کی تعمیر کی جائے۔ احمدی تو شاید اس علاقے میں 130 کے قریب ہیں اور دوسری بعض جگہوں پر اس سے زیادہ ہوں گے۔ بہرحال مسجد بشارت کے بعد جو یہ مسجد تعمیر کرنے کے لئے سوچا گیا، اُس کی اہمیت یہاں کی تاریخی لحاظ سے تھی۔

حضور انور نے فرمایا: سات سو سال بعد پہلی مسجد بنانے کی توفیق جماعت احمدیہ ہی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ پس سپین میں گو اسلام دوبارہ نظر آتا ہے لیکن اس کی ابتدا جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ لیکن حقیقی اسلام اُس وقت نظر آئے گا جب مسیح محمدی کے غلام اپنی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کی طرف توجہ کریں گے اور اسلام کے خوبصورت پیغام کو یہاں کے ہر فرد تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا: شاید میری بات سن کر بعض لوگ آپ میں سے کہیں گے، بعض مایوس سوچیں رکھنے والے ہیں، کہ یہاں احمدی بہت تھوڑی تعداد میں ہیں، کس طرح ہم ہر ایک کو اور ہر جگہ یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایک عزم اور ہمت سے کوشش ہو تو جس تعداد میں ہیں وہی ایک اچھے حصہ تک پیغامِ احمدیت اور حقیقی اسلام پہنچا سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اب بھی وقت ہے، سپین میں رہنے والے احمدی اور عہدیداران، ہر سطح کے عہدیداران، ہر تنظیم کے عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خود اپنے ٹارگٹ مقرر کر کے پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو خوبصورت اور حقیقی اسلام ہم پیش کرتے ہیں وہ تو آج دنیا کی توجہ کا باعث ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ویلنسیا کی تاریخی اہمیت کی وجہ سے میں نے یہاں مسجد بنانے کو ترجیح دی تھی۔ اس لئے کہ جب سپین میں ظالم بادشاہ اور ملکہ نے زبردستی مسلمانوں کو عیسائی بنانا شروع کیا تھا، ویلنسیا اُس زمانے میں بھی وہ علاقہ تھا جہاں باوجود مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کے عربی بولی جاتی تھی، اسلامی رسم و رواج کو قائم رکھا ہوا تھا۔ عملاً مسلمان اپنی عبادات ہی بجالاتے تھے اور جو بھی اسلامی تعلیم ہے اُس کو قائم رکھے ہوئے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: جب سترھویں صدی کے شروع میں اُس وقت کے بادشاہ نے مسلمانوں کو یا اُن لوگوں کو جن کے خاندان پہلے مسلمان تھے، سپین سے نکالنے کی مہم پھر سے شروع کی تو سب سے پہلے منصوبے کا آغاز ویلنسیا سے کیا۔ کیونکہ یہاں مسلمان اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے جس حد تک عمل کر سکتے تھے، کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ گو کہ اُس وقت یہاں مسلمانوں کی حالت معاشی لحاظ سے کافی کمزور تھی اور اُن کو آہستہ آہستہ بڑے شہروں سے نکال کر اردگرد کے علاقوں میں بسا دیا گیا تھا۔ معمولی جائیدادیں اُن کے پاس تھیں، غربت تھی، لیکن پھر بھی ان کا اسلام سے تعلق تھا۔

بہرحال مختلف قسم کی فوجیں یہاں آتی رہیں، اٹلی کی فوجیں بھی آئیں، انہوں نے مسلمانوں کو ظلموں کا نشانہ بنایا اور فیصلہ کے مطابق ان ظلموں کے بعد بالغوں کو ملک بدر کر دیا گیا اور اُن کے بچوں کو عیسائیوں کے سپرد کر دیا گیا جنہوں نے ان بچوں کو اپنے گھروں میں پروان چڑھایا لیکن اپنے بچوں کی طرح نہیں بلکہ نوکروں اور غلاموں کی طرح۔ پس وہ بچے جو اسلام سے چھینے گئے تھے، وہ بچے جو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے اور مسلمان تھے، اُنہیں اُن کی اور اُن کے ماں باپ کی مرضی کے بغیر خدائے واحد کی عبادت سے روکا گیا اور اس کی بجائے تثلیث کو ماننے پر مجبور کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا: آج ہمارا کام ہے کہ اُن بچوں کی نسلوں کو دوبارہ خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بنائیں اور صرف اُنہیں نہیں بلکہ یہاں رہنے والے ہر شخص کو جس سے ہمیں انسانیت سے محبت کی وجہ سے محبت ہے۔ ہر شہری جو یہاں رہتا ہے، اُس سے ہمیں محبت ہے اس لئے کہ ہم انسانیت سے محبت کرنے والے ہیں اور انسانیت کی محبت کی وجہ سے ہم اُن کے لئے وہی پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اس وجہ سے خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بنا کر اُن کی دنیا اور عاقبت سنوارنے والے بنائیں اور اس علاقے میں خاص طور پر اس کی کوشش کریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں صوبے میں سب سے زیادہ لمبے عرصہ تک اسلام کو محفوظ اور قائم رکھنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں سے مسلمانوں کے اخراج کی سات صدیاں نہیں منائی جاتیں بلکہ یہی مانا جاتا ہے کہ سب سے آخر میں چار صدیاں پہلے یہاں سے مسلمانوں کو نکالا گیا تھا۔ یا مسلمانوں کی نسل ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں صدیوں مسلمانوں کی حکومت قائم رہنے کے بعد اُس کا زوال مسلمانوں کی اپنی لالچوں اور سازشوں کی وجہ سے ہوا۔ جو بھی نام کی خلافت تھی، اُس

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم سمیع اللہ صاحب کی شہادت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍فروری 2010ء میں مکرم سمیع اللہ صاحب آف احمدپور ضلع سانگھڑ کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے جنہیں بعمر 53سال معاندین احمدیت نے فائرنگ کرکے 3؍فروری 2010ء کوشہید کردیا۔ آپ شام چھ بجے کے بعد اپنی دکان واقع شہدادپور سے اپنے گاؤں احمدپور بذریعہ موٹرسائیکل آ رہے تھے کہ تعاقب میں آنے والے دو موٹرسائیکل سواروں نے آپ کو راستہ پوچھنے کے بہانے روکا اور اچانک چہرے پر پستول سے فائر کردیا جو آرپار ہوگیا اور موقع پر ہی وفات ہوگئی۔ وقوعہ کے بعد قاتل فرار ہوگئے۔

مرحوم موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور نماز جنازہ کے بعد امانتاً عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔

آپ 1957ء میں پیدا ہوئے۔ شہدادپور میں الیکٹرک ورکس موٹر وائینڈنگ کی دکان تھی۔ جماعت احمدپور کے فعال ممبر تھے۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیویاں، ایک بھائی اور ایک ہمشیرہ کے علاوہ سات بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کے والدین مکرم ممتاز احمد صاحب اور محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ وفات پاچکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5؍فروری 2010ء کو خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا: ''آج بھی ایک افسوسناک خبر ہے۔ مکرم سمیع اللہ صاحب ابن مکرم ممتاز احمد صاحب شہدادپور ضلع سانگھڑ کو 3 فروری کو شہدادپور میں شہید کردیا گیا۔ جماعت کے بڑے فعال رکن تھے۔ سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری دعوت الی اللہ، زعیم انصاراللہ اور نائب ناظم انصاراللہ ضلع کی حیثیت سے بھی خدمت کرتے رہے۔ فعال داعی الی اللہ بھی تھے۔ دکان پر بھی بغیر کسی خوف کے باوجود مخالفت کے ایم ٹی اے لگوایا ہوا تھا۔ تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ جماعتی مذاکرے اور سوال جواب کی مجلسیں بھی ان کے گھر پر ہوتی تھیں۔ ایمانی غیرت رکھنے والے بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے''۔ حضور نے نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرمہ عنایت بیگم صاحبہ
(زوجہ مکرم بشیر احمد چغتائی صاحب)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍فروری 2010ء میں مکرمہ س۔ رفیق صاحبہ کے قلم سے اُن کے والدین کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

میرے والد مکرم بشیر احمد چغتائی صاحب 1910ء میں اور میری والدہ 1911ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ دونوں فدائی احمدی اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ دونوں بہت عبادت گزار تھے۔ میری والدہ کو بچپن سے ہی نماز باجماعت کا بہت شوق تھا۔ آپ بتایا کرتی تھیں کہ جب مسجد سے نماز باجماعت کی آواز سنائی دیتی تو آپ بھی گھر کی چھت پر جائے نماز بچھا کر نماز ادا کرلیتیں اور باجماعت نماز ادا کرنے کی یہ تڑپ اور لگن تاوفات قائم رہی۔ امی جان نے قرآن پاک پڑھ لینے کے بعد سب سے پہلے اپنی والدہ ماجدہ کو قرآن پاک پڑھایا اور تاحیات قرآن پاک کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا اور بے شمار بچوں اور بڑوں کو آپ نے اس پاک کتاب کی تعلیم دی۔

میرے والدین اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہوئے۔ میرے والد صاحب کی حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم (خالد احمدیت) سے بہت دوستی تھی۔ دونوں گجرات کے رہنے والے تھے۔ ان کی تبلیغ سے آپ نے احمدیت قبول کی۔ جب والد صاحب نے احمدیت قبول کی، ان دنوں آپ ٹاٹانگر جمشید پور سٹیل مل میں کام کرتے تھے اور والدہ صاحبہ راولپنڈی اپنے میکے آئی ہوئی تھیں۔ میرے نانا اور ماموؤں کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کے داماد نے احمدیت قبول کرلی ہے تو والدہ مرحومہ کو حکم دیا کہ اب تم اِدھر ہی رہوگی اور بشیر سے تمہارا نکاح ختم ہوگیا۔ لیکن سب گھروالوں کی مخالفت کے باوجود والدہ صاحبہ نے کہا کہ وہ ایک دفعہ اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہیں تاکہ وہ دیکھیں کہ ان میں ایسی کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے کہ جس کی وجہ سے لوگ انہیں کافر کہہ رہے ہیں۔ آپ بتاتی تھیں کہ میں چپکے چپکے تمہارے والد صاحب کا جائزہ لیتی رہی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میرے شوہر پہلے سے زیادہ عبادت گزار بن گئے ہیں۔

والدہ صاحبہ پرائمری پاس تھیں۔ والد صاحب کے دفتر جانے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرتیں اور احمدیوں کے مطبوعہ قرآن مجید اور اس کے ترجمے کا دوسروں کے مطبوعہ نسخے سے موازنہ کرتیں لیکن کوئی بھی خلاف دین بات نظر نہ آتی۔ چنانچہ قریباً ایک سال بعد والدہ محترمہ نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس وقت آپ کی شادی کو چھ سال کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھیں۔ خدا کی شان کہ بیعت کرنے کے ایک سال بعد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازنا شروع کردیا اور کُل چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں۔ سب بچوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رکھے۔

آپ کا ایک بیٹا بچپن میں ہی فوت ہوگیا اور ایک دوسرا 16سال کی عمر میں راول ڈیم میں ڈوب کر فوت ہوا۔ ان صدمات پر آپ نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔

والدہ محترمہ کا خاندان آپ کا سخت مخالف رہا۔ پہلے وہ یہ طعنہ دیتے تھے کہ دیکھیں گے کہ تم اپنی پانچ بیٹیوں کا بیاہ کیسے کرپاؤ گی۔ لیکن پھر یہ دیکھ کر کہ ہم بچوں کی شادیاں احمدیوں میں ہی ہو رہی ہیں، انتہائی مخالفت شروع کردی اور بالکل قطع تعلق کردیا۔ جیسے جیسے خاندان کی مخالفت بڑھتی گئی ویسے ویسے آپ کا جماعت سے تعلق اور محبت بھی بڑھتا گیا۔

1939ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر آپ کو پہلی بار قادیان جانے اور حضرت مصلح موعودؓ کی زیارت کرنے کا موقع ملا۔ پھر جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات ہوتی، حضور والدہ صاحبہ سے ان کے خاندان کی مخالفت کے بارہ میں ضرور پوچھتے۔

خاندان مسیح موعودؑ کے گھروں میں ہمیں بھی ہمراہ لے جاتیں۔ حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ نے مجھے بتایا کہ تم چھوٹی سی تھیں جب اپنی والدہ کا برقع پکڑے آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ بی بی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بتانے لگیں کہ میں تمہاری والدہ کے اخلاص اور خاندان مسیح موعود سے عقیدت کو دیکھ کر یہ سمجھتی تھی کہ شاید وہ کسی صحابی کی اولاد ہیں لیکن یہ معلوم کرکے کہ وہ نومبائع تھیں مجھے بہت حیرت اور خوشی ہوئی۔

میری والدہ کو پہلے ٹاٹانگر میں لجنہ کی جنرل سیکرٹری کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ 1955ء میں جب والد صاحب نے واہ کینٹ میں نوکری شروع کی تو اس وقت وہاں خال خال احمدی تھے۔ میری والدہ نے وہاں کی احمدی مستورات کو اکٹھا کیا اور جب انتخاب ہوا تو سب نے آپ کو صدر لجنہ چن لیا۔ آپ نے اپنی بھرپور توجہ اور لگن سے ایک مضبوط لجنہ قائم کی۔ میرے والد محترم بشیر احمد چغتائی صاحب صدر جماعت تھے۔ اس وجہ سے مربیان اور دیگر مرکزی نمائندے اکثر ہمارے ہاں آتے اور قیام کرتے۔ میرے والدین اُن کی بہت خدمت کرتے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔

میرے والد کی وفات 1971ء میں ہوئی۔ آپ موصی تھے۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ نے 22سال تک بیوگی کا دور صبر اور حوصلے سے کاٹا۔ ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کی شادیاں بھی کیں۔ 24؍ اکتوبر 1993ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ وفات سے کچھ دن پہلے خواب میں دیکھا کہ خاندان حضرت اقدس کی بزرگ خواتین زرق برق جوڑے پہنے آئی ہیں اور کہتی ہیں ''چلو عنایت تمہیں لینے آئے ہیں''۔ آپ بھی موصیہ تھیں۔

مکرمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9؍فروری 2010ء میں مکرم محمد منور صاحب کے قلم سے اُن کی والدہ مکرمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ طویل علالت کے بعد 17؍فروری 2009ء کو ربوہ میں وفات پاگئیں۔

آپ 1952ء میں مکرم مولوی غلام محمد صاحب و مکرمہ جنت بی بی صاحبہ کے گھر جلال پور بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے دنیاوی تعلیم پرائمری تک حاصل کی۔ مگر قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ جانتی تھیں۔ شادی سے قبل 1971ء میں آپ نظام وصیت میں بھی شامل ہوگئیں۔ اسی سال آپ کی شادی مکرم چوہدری محمد بشیر صاحب (مرحوم) سابق استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے ہوئی۔ بعد میں میرے والد صاحب ربوہ سے باہر کے سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے اور اس وجہ سے بعض اوقات گھر سے باہر بھی کچھ عرصہ تک رہنا پڑتا تھا۔ لیکن والد صاحب کی غیرحاضری کے دوران ہماری والدہ صاحبہ نے تربیتی اور اخلاقی لحاظ سے ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا۔

ہماری والدہ صاحبہ 1989ء سے 2006ء تک مسلسل 18 سال اپنے محلّہ دارالعلوم جنوبی 2 (ربوہ) کی صدر لجنہ رہیں۔ آپ خلافت کی فدائی تھیں۔ ہر تحریک پر سب سے پہلے خود لبیک کہتیں۔ جب مجھے بطور صدر محلّہ خدمت کی توفیق ملی تو جماعتی معاملات میں ہمیشہ میرے ساتھ بھرپور تعاون کرتیں۔ محلّہ میں مسجد کی تعمیر میں بھی غیرمعمولی خدمت کی توفیق پائی۔ اور پھر مسجد کو آباد کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔

حضور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے اور مسجد میں رونق بڑھانے کے لئے لجنہ کے ذریعہ مردوں اور بچوں کو مسلسل تلقین کرتیں۔ لجنہ اور چھوٹے بچوں کی پسندیدہ شخصیت تھیں۔ چھوٹے بچوں سے بڑی نرمی اور بڑوں سے بڑی شفقت کا اظہار کرتی تھیں۔ لیکن اگر نماز یا خطبہ کے وقت کسی خادم کو باہر دیکھ لیتیں تو اس کو سختی سے نماز پر بھیجتیں اور خطبہ سننے کے لئے کہتیں۔

17 جون 1997ء کو ہمارے والد صاحب کی وفات ہوئی تو بعد میں بیوگی کا عرصہ آپ نے بڑے صبر سے گزارا۔ جون 2006ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا دی اور پھر جون 2008ء میں آپ کو لندن جانے کا موقعہ ملا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی دلی تمنا پوری ہوئی۔

آپ کی وفات 17 فروری 2009ء کو ربوہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22؍جنوری 2010ء میں شامل اشاعت مکرم محمد اسلم صابرؔ صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ڈرو، ہے اثر مظلوموں کی آہ میں
وہ بے چارے ہیں مولیٰ کی پناہ میں
ملے گی منزلِ مقصود اک دن
مگر صد امتحاں آئیں گے راہ میں
کہیں ہیں دار کی زینت مسیحا
کہیں یوسف پڑے ملتے ہیں چاہ میں
پیاری ہے خدا کو خاکساری
رعونت ہیچ ہے اس کی نگاہ میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6؍فروری 2010ء میں شائع ہونے والی مکرم ثاقب زیروی صاحب کی ''حمد باری تعالیٰ'' سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

تُو رحیم بھی، تُو کریم بھی، تُو حلیم بھی، تُو بصیر بھی
کسی آئینے میں نہ مل سکی تیری رحمتوں کی نظیر بھی
تُو فضائے ارض و سما میں ہے تُو بہشت آب و ہوا میں ہے
سرِ آسماں نئی کہکشاں ترے نُور کی ہے لکیر بھی
میں رواں ہوں دشتِ حیات میں مجھے ظلمتوں کا خطر نہیں
میرے ساتھ یادِ رسولؐ بھی میرے ساتھ ربِ قدیر بھی
مجھے منزلوں کا جنوں نہیں مجھے فکرِ جادہ ضرور ہے
میرے دل کا چھوٹا سا قافلہ غمِ راہ کا ہے اسیر بھی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
19th April 2013 – 25th April 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 19th April 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:25	Huzoor's Tour Of West Africa: Rec. 29/03/2004.
02:30	Japanese Service
03:40	Tarjamatul Qur'an Class: rec. 06/08/1996.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 12th March 1996.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:05	Huzoor's Tours Of West Africa: rec. 03/04/2004
08:00	Siraiki Service
08:30	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Fiq'ahi Masa'il
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi (saw)
13:55	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
14:05	Yassarnal Qur'an
14:40	Bengali Reply to Allegations
15:55	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours Of West Africa [R]
19:15	Real Talk
20:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 20th April 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:40	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours Of West Africa
02:10	Friday Sermon: recorded on 19th April 2013.
03:20	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Ma'al Arab: recorded on 13th March 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al Tarteel
07:00	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK: A concluding address delivered by Huzoor on 24th April 2004.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Part 2, recorded on 21st October 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on 19th April 2013
12:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Al Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	An Introduction Of Ahmadiyyat: A series of programmes taking a year by year introduction to the history of the Ahmadiyya Muslim Community.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	MTA World News
18:30	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 21st April 2013

00:15	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al Tarteel
01:35	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK
02:30	Friday Sermon: recorded on 19th April 2013
03:45	An Introduction of Ahmadiyyat
04:55	Liqa Maal Arab: recorded on 27th February 1996.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Rec. 22/01/2011
08:10	Faith Matters
09:15	Question and Answer Session: Recorded on 31st May 1998, Part 2.
10:10	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 11th May 2012.
12:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Yassarnal Qur'an
13:05	Friday Sermon: Recorded on 12th April 2013.
14:05	Bengali Reply To Allegation
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:10	kids Time
17:00	Live Beacon Of Truth
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Real Talk
20:30	Attractions Of Canada: A documentary highlighting the Prince Edward Island.
21:00	Tour Of UK Mosques: A programme featuring a tour of UK mosques inaugurated during the Khilafat Centenary year. The mosques featured are Bait-ul-Afiyat, Bait-ul-Ehsan and Al Mahdi mosque.
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Question and Answer Session [R]

Monday 22nd April 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat& Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
03:00	Attractions Of Canada
03:35	Friday Sermon: recorded on 19th April 2013.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. 27th March 1996.
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:35	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tours Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, recorded 3rd April 2004.
08:00	International Jama'at News
08:30	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, Recorded on 9th February 1998.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon recorded on 1st February 2013.
11:10	Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15	Insight: recent news in the field of science
12:40	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on 29th June 2007
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:15	Real Talk
20:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]
22:55	Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches [R]
23:50	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday 23rd April 2013

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:40	Insight: recent news in the field of science
01:05	Al Tarteel
01:30	Huzoor's Tour Of West Africa
02:30	Friday Sermon: Recorded on 29th June 2007.
03:30	Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches
04:20	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood
04:55	Liqa Ma'al Arab: recorded on 28th March 1996.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK: A concluding address delivered by Huzoor on 24th April 2004.
08:05	Insight: recent news in the field of science
08:30	Toowoomba Flower Carnival
09:00	Question and Answer Session: Rec. 10/05/1998
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Translation of Friday Sermon recorded on 19th April 2013.
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:40	Aao Kahani Sunain
16:25	Seerat-un-Nabi (saw)
17:00	Medical Matters
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 19th April 2013.
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Aao Kahani Sunain [R]
21:50	Toowoomba Flower Carnival [R]
22:20	Seerat-un-Nabi (saw)
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 24th April 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:25	Atfalul Ahmadiyya Ijtema UK
02:30	Medical Matters
03:00	Toowoomba Flower Carnival
03:30	Aao Kahani Sunain
04:15	Seerat-un-Nabi (saw)
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 2nd April 1996.
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Germany 2011: An address delivered by Huzoor on 25th June 2011.
08:00	Real Talk
09:00	Question and Answer Session: Recorded on 21 October 1995, part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:20	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on 13th July 2007.
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Fiq'ahi Masa'il
15:20	Kids Time
15:50	Faith Matters
16:50	Maidane Amal Ki Kahani
17:30	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Germany 2011 [R]
19:25	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Kids Time [R]
21:30	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday 25th April 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars
00:45	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Germany 2011
02:30	Fiq'ahi Masa'il
02:50	Mosha'airah
03:50	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: recorded on 3rd April 1996
06:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
06:15	Yassarnal Qur'an
06:45	Huzoor's Tours Of West Africa: Recorded on 8th June 2004.
08:00	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Qur'an class: recorded on 12th August 1996.
10:00	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on 19th April 2013.
15:05	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:35	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:00	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours Of West Africa [R]
19:30	Faith Matters
20:30	Seerat-un-Nabi
21:00	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:00	Khilafat e Ahmadiyya Sal Ba Sal R]
23:00	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 Friday 12 April, 2013 Issue No. 15

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر 80)

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ربوہ 1950ء کے موقع پر اپنی دوسرے دن کی تقریر میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں کو درپیش خطرناک حالات کی شدت بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ سنایا:

''ایک جگہ کے متعلق مجھے رپورٹ ملی کہ ایک پیر اپنے مریدوں کو اکٹھا کر کے انہیں کہہ رہا ہے کہ تم بندوق چلانے کی مشق کر لو اس کے بعد ہم ربوہ پر حملہ کریں گے اور اسے تباہ کر دیں گے۔ ڈپٹی کمشنر کے پاس جب اس کی رپورٹ کی گئی تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ شخص پاگل ہے حالانکہ یہ رپورٹ ایسی نہیں تھی کہ کہنے والے کو پاگل کہہ کر ٹال دیا جاتا۔ اگر وہ پیر فی الواقعہ پاگل ہے تو پھر تو بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ ایسا اقدام عموماً پاگل ہی کیا کرتے ہیں۔'' (متفرق امور، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 167)

❁......وہ بھی ایک زمانہ تھا کہ جب معاندین احمدیت کو قتل و غارت کی منصوبہ بندی کرنے پر حکومتی مشینری کی طرف سے پاگل پن کا سرٹیفکٹ ملا کرتا تھا اور آج نوبت بایں جا رسید کہ اسلامی جمہوریہ کے حکمران جماعت احمدیہ کے ہر خونی دشمن کے پاگل پن کی اطلاع پا کر اسے اپنا پکا حلیف بنا لیتے ہیں تا ان کی کرسی مضبوط رہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

سرکاری مسلمانوں کے چند واقعات لکھتا ہوں:

❁......**صوبہ پنجاب کے ضلع خانیوال کے قصبہ کبیر والا** میں جماعت احمدیہ کے خلاف باقاعدہ سکیم کے تحت دشمنی کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں ختم نبوت کے نام پر کمائیاں جمع کرنے والی متعدد تنظیموں میں سے ایک گروہ پاسبان ختم نبوت والے بہت زیادہ متحرک ہیں۔ ان لوگوں نے ایک پمفلٹ شائع کر کے اپنی مخالفت اور دشمنی کی سکیم کا خاکہ عوام میں پھیلایا ہے۔ چند امور اس طرح پر ہیں:

فتنہ قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ شہر کے ہر تاجر سے رابطہ کر کے اس کے اندر ناموس کی حفاظت کی روح بیدار کی جائے گی۔ قادیانیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کروایا جائے گا۔ تاجروں میں مذموم قادیانی عزائم کی واقفیت پیدا کی جائے گی اور ان کو مکمل بائیکاٹ کے لئے قائل کیا جائے گا۔ اگر کوئی دوکان دار یا ایجنسی قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ نہیں کرے گا تو لوگوں میں مہم چلا کر ایسے شخص کا بھی بائیکاٹ کروایا جائے گا۔

ہر گلی کوچے میں قادیانیت کا تعاقب کیا جائے گا۔ گھر گھر جا کر قادیانیوں کی فہرست تیار کی جائے گی تا کہ مسلمانوں کو قادیانیوں سے تعلق داری سے روکا جا سکے۔ عوام میں مذہبی جذبات پیدا کئے جائیں گے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے زہریلے جراثیموں سے محفوظ کیا جائے گا۔ قادیانیوں کے کام اور نوکری کی جگہوں کی تلاش کی جائے گی اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے گی اور مکمل نگرانی کی جائے گی کہ وہ کسی بھی مسلمان پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ مساجد میں نوٹس بورڈز نصب کئے جائیں گے۔ اور شہر کی ہر مسجد میں پاسبان ختم نبوت بورڈ آویزاں کر کے مسلمانوں کو ہفتہ وار نصاب کے مطابق عقیدہ ختم نبوت کے بارہ میں قرآن کریم، سنت اور علماء کی تحقیق اور حوالہ جات سکھائے جائیں گے۔

شہر کی تمام مساجد اور تمام تجارتی مراکز میں پاسبان ختم نبوت پینافلیکسز نصب کی جائیں گی تا تمام لوگ جان لیں کہ یہاں عشاق ختم نبوت بیدار ہیں نیز دشمنان ختم نبوت شرمندہ اور پامال ہوں۔ ہر ماہ شہر کی بڑی مساجد میں ختم نبوت کے جلسے کئے جائیں گے۔ ان جلسوں سے خطاب کے لئے مقامی علماء کے علاوہ باہر سے بھی مشائخ کو مدعو کیا جائے گا تا عوام میں مذہبی شعور کو پروان چڑھایا جا سکے۔

سہ ماہی رسالہ ختم نبوت شائع کیا جائے گا جس میں مضامین شائع کر کے قرآن کریم، رسول کریم ﷺ کی روایات اور مذہبی علماء کی تحریرات کی مدد سے مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت سے آشنا کیا جائے گا۔ نیز عوام الناس کی دہلیز تک قادیانیت کے مذموم مقاصد کی تفصیل پہنچ جائے گی۔

ختم نبوت اکیڈمی کا قیام وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔ مدرسوں، سکولوں، کالجوں کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مختصر دورانئے کے کورس کروائے جائیں گے۔ چونکہ کبیر والا میں کوئی بھی اسلامی کتب پر مشتمل لائبریری نہ ہے اور ایسی لائبریری کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ختم نبوت لائبریری قائم کی جائے گی جس میں مسلمان علماء کی لکھی ہوئی کتب کثیر تعداد میں رکھی جائیں گی جن سے عقیدہ ختم نبوت کی تشریح ہوتی ہے اور مذہبی جذبات بیدار ہوں۔ مطالعہ کنندگان کو سالانہ کی بنیاد پر ممبرشپ جاری کی جائے گی۔

قادیانی، اشتراکیت والے اور جاگیردار لوگ غریب مسلمانوں کو پھانس کر انہیں ورغلاتے ہیں اور انہیں جھوٹے عقائد سکھاتے اور انہیں ارتداد کی راہ پر ڈال دیتے ہیں۔ پاسبان ختم نبوت اس بابت کڑی نگرانی کریں گے اور یہ سلسلہ موقوف کروائیں گے اور اگر خدا نے چاہا تو ایسے غریب مسلمانوں کو معاشی طور پر مستحکم کیا جائے گا اور غریب طلباء کو تعلیمی میدان میں مالی امداد فراہم کر کے ان کے ایمان اور روشن مستقبل کو محفوظ بنایا جائے گا۔

کبیر والا میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائی گی۔ جس میں عالمی مجلس ختم نبوت اور دیگر دیو بندی مسلک کے علماء کو مدعو کیا جائے گا تا عوام میں عقیدہ ختم نبوت کی آگہی پھیلائی جا سکے۔

پھر رہا ہے شہر میں مُلّا کھلا!!

❁......**چک 2 ٹی ڈی اے۔ ضلع خوشاب:** ایک مولوی نے نومبر 2000ء میں اشتعال انگیزی اور فتنہ وفساد کی وہ آگ بھڑکائی کہ صوبہ پنجاب کی ایک آبادی تخت ہزارہ میں پانچ معصوم احمدیوں کو اپنے گھروں کی دہلیز اور مسجد کے اندر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ ملّت اسلام کے ان معصوم شہیدوں کو اتنی بے دردی سے شہید کیا گیا کہ آج بارہ برس گزرنے کے باوجود بھی ہم سوگواران کے وہ زخم ہرے ہیں۔ اتنی اعلیٰ کارکردگی دکھانے پر چار دن کے خداؤں نے سرپرست بن کر اس خونی کو ضلع خوشاب میں تعینات کر دیا۔ حال ہی میں یہ مولوی پولیس کے ساتھ بھائی چارہ بنا کر 16 ستمبر کو احمدیہ مسجد سے کلمہ طیبہ ختم کروانے میں کامیابی حاصل کر چکا ہے۔

اب یہ مولوی بنام اطہر شاہ قائد آباد میں ایک مرتبہ پھر انتہائی سرگرم ہے اور گلی گلی فتنہ فساد کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ یہ مولوی اپنی تمام تر سعی بروئے کار لا کر 2 ٹی ڈی اے کی مقامی احمدیہ مسجد پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس مسجد کی زمین حکومت نے 1950 میں جماعت کو دی تھی تب یہاں بے آباد اور بنجر زمین کی آباد کاری کا سلسلہ جاری تھا۔ احمدیوں نے اس قطعہ زمین پر مسجد تعمیر کی اور اس میں مصروف عبادت ہیں۔ یہ مولوی شور شرابہ کر رہا ہے کہ زمین کی الاٹمنٹ کے وقت قادیانی لوگ مسلمان تھے لیکن اب چونکہ ان کو حکومت نے غیر مسلم قرار دے دیا ہے اس لئے یہ زمین اور مسجد کے حقدار نہیں رہے ہیں۔ یہ مولوی مقامی لوگوں کو اکساتا پھر رہا ہے کہ احمدیہ مسجد کی زمین پر قبضہ کر لو۔ لیکن تا حال یہ مولوی ناکام ہے۔

مولوی اطہر حسین نے عوام میں اپنی ناکامی میں دیکھتے ہوئے عدالت کا رخ کیا ہے اور سیشن کورٹ میں درخواست دی ہے کہ مسجد اور زمین کا قبضہ مسلمانوں کو دلایا جائے اور مذکورہ گاؤں کے چار احمدیوں پر مقدمہ درج کیا جائے۔ ان احمدیوں کے نام ہیں: مکرم رانا نصر اللہ صاحب، مکرم رانا سہیل احمد صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب، مکرم رانا رفیق احمد صاحب۔

اے میرے نونہال!!

❁......**لاہور:** مذکورہ بالا واقعہ پڑھ کر کسی قاری کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مولوی نے عوام میں اپنے مطالبہ کی عدم پذیرائی پر عدالت کا دروازہ کیوں کھٹکھٹایا؟ جواب کے لئے پنجاب کے دارالحکومت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔

سال 2010 میں باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے دو احمدیہ مساجد پر دھاوا بول کر سینکڑوں احمدیوں کے ساتھ عملاً وہ سلوک کیا گیا جو شہر کے گلی کوچوں، اعلیٰ عدالتوں کے دروازوں اور مساجد کے منبروں سے بصورت مطالبہ ہوتا رہا۔ 86 قیمتی انسانی جانیں تلف ہوئیں اور کثیر تعداد شدید زخمی ہوئی۔ ان حملوں کے دوران جرأت ایمانی سے مالا مال احمدیوں نے آتشی اسلحہ اور خودکش جیکٹوں سے سجے دو حملہ آوروں کو معجزانہ طور پر قابو کر کے پولیس کے حوالہ کر دیا۔ یقیناً یہ پاکستان میں دہشت گردی کی تاریخ کا انوکھا اور اکلوتا واقعہ تھا۔ ہر ذی شعور یہ سمجھتا رہا کہ حکومت وقت فوری انصاف کی مثال قائم کرنے اور دہشت گردوں کو جوابی پیغام دینے کے لئے ان گرفتار قاتلوں کو علی الاعلان کڑی سزا دے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

ایک دہشت گرد عبداللہ کا مقدمہ چلا اور وکیل صفائی نے موقف اختیار کیا کہ یہ دہشتگرد قتل و غارت کرنے کے وقت 18 سال سے کم عمر تھا لہذا اس کا مقدمہ مختلف طرز پر چلنا چاہئے۔ جس پر عدالت نے طبی معائنہ کا حکم دیا اور پانچ ڈاکٹروں کی ٹیم نے رپورٹ دی کہ یہ دہشتگرد موت بانٹتے وقت اٹھارہ سال سے کم عمر تھا۔ اس پر جج صاحب نے پولیس کو حکم دیا کہ اس نونہال کے خلاف نئے سرے سے مقدمہ پیش کیا جائے۔ اب سمجھ آئی کہ مولوی عدالت کیوں گیا تھا؟

بیدلی ہائے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دین

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں بکثرت پڑھیں

❁...... رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔

اے اللہ ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما

❁...... اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

❁...... اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔